

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, January 2, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Engineer Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
اتَّقُوا رَبَّ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ قَالَتِ الْأَعْرَابُ امْسَا
قُلْ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا وَلَكِنْ قُلُوبُكُمْ قُلُوبًا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ
فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِفْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۝
إِنَّ اللَّهَ عَفِيفٌ رَحِيمٌ ۝

اَمَّا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَوَّلُوا بِأَلْبَابِهِمْ وَأَبَاؤُهُمْ وَ
أَنفُسُهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ سورة الحجرات ۱۵ تا ۱۲
ترجمہ: ہر لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں
اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو (اور) خدا کے نزدیک تم
میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا
(اور) سب سے خبردار ہے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہہ دو کہ تم ایمان
نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں
میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے
تو خدا تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Tuesday, January 2, 1990

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at ten of the clock in the morning, with Mr. Deputy Chairman (Engineer Syed Muhammad Fazal Agha) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
اتَّقُوا رَبَّ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ قَالَتِ الْأَعْرَابُ امْسَا
قُلْ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا وَلَكِنْ قُلُوبُكُمْ أَتَيْتُمْ شَيْئًا
فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِفْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۝
إِنَّ اللَّهَ عَفِيفٌ رَحِيمٌ ۝

اَمَّا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثَوَّلُوا بِأَلْبَانِهِمْ وَبِأَمْوَالِهِمْ وَ
أَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝ أُولَئِكَ هُمُ الصَّدِيقُونَ ۝ سورة الحجرات ۱۵ تا ۱۲
ترجمہ: ہر لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں
اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کی شناخت کرو (اور) خدا کے نزدیک تم
میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے بیشک خدا سب کچھ جاننے والا
(اور) سب سے خبردار ہے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے کہہ دو کہ تم ایمان
نہیں لائے (بلکہ یوں) کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ایمان تو ہنوز تمہارے دلوں
میں داخل ہی نہیں ہوا اور اگر تم خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو گے
تو خدا تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کرے گا بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

مومن تو وہ ہیں جو خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر شک میں نہ پڑے اور خدا کی راہ میں جان اور مال سے لڑے یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین: بسم اللہ الرحمن الرحیم، رخصت کی درخواستیں جناب اعجاز علی خان جتوئی نے ۲۷ اور ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب رسول بخش لہری صاحب نے اپنی ناسازشی طبع کی بنا پر ۲۷ اور ۲۸ جنوری ۱۹۸۹ء کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب میرداد خان ملک صاحب نے ۲۷ سے ۴ جنوری تک ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جام کرم علی صاحب نے ۲۷ سے ۴ جنوری تک کے لئے ایوان سے رخصت کے لئے درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

POINT OF ORDER RE: ENFORCEMENT OF SHARIAT BILL

نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! بات یہ ہے کہ کل قاضی حسین احمد صاحب نے ہمیں ایک اطلاع دی تھی کہ ایک اخبار میں ڈاکٹر شیرافنگ صاحب نے ایک خبر لکھی تھی کہ ہمارے پاس کچھ سینئر صحابہ تشریف لائے تھے اور کہا تھا کہ شریعت بل سے ہماری جان چھڑاؤ۔

POINT OF ORDER RE: ENFORCEMENT OF SHARIAT BILL

آپ کو معلوم ہے کہ چار سال سے اس ایوان میں ایک شریعت بل زیر غور ہے اس پر عوام کی رائے لینے کے لئے اسے مشترکہ بھی کیا گیا تھا اس کے حق میں اور مخالفت میں سچی آراء آئیں بلکہ یہاں ہمارے پاس بھی بہت سارے لوگوں نے ترمیم دی ہیں اور فضل الرحمان گروپ بھی اس کی مخالفت کرتا ہے یہ تو ایک علیحدہ بات ہے لیکن جو اعتراض کی بات ہے وہ یہ ہے کہ کیا ہم لوگ اتنے لپست ہیں کہ ہم جا کر کے ڈاکٹر شیرانگن صاحب کی مدد طلب کریں کہ اس کو ختم کریں کیا ہم میں یہ جرأت نہیں ہے کہ ہم خود اس کی مخالفت کریں اگر ضرورت ہوئی یا واقعی یہ شریعت کے خلاف ہوا ہے یا ایسی شریعت نہیں چل سکتی یا وہ نہیں آ سکتی تو کیا خود ہم میں یہ اخلاقی جرأت نہیں ہے ہم کیوں کسی تیسرے آدمی کے پاس جائیں کہ بھی ہماری جان چھڑاؤ ہم میں خود طاقت ہے ہمیں خود علم ہے کہ اس سے جان چھڑانا مشکل ہے.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: نوابزادہ صاحب شکریہ، میں نے پوائنٹ آف آرڈر نوٹ کر لیا ہے۔ جی ڈاکٹر شیرانگن صاحب آپ ان کی دو منٹ میں تسلی کر دیں تو بہتر ہے۔

ڈاکٹر شیرانگن خان نیازسی: جناب عرض یہ ہے کہ میرے پاس آنے والی بات درست نہیں ہے بات ضرور ہوئی ہے اور وہ کہیں اور ہوئی ہے یا اگر کہیں تو.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے۔
ڈاکٹر شیرانگن خان نیازسی: یہ بات درست نہیں ہے کہ سینیٹر صاحب میرے پاس آئے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، ٹھیک ہے، بہت مہربانی، نوابزادہ صاحب وہ فرما رہے ہیں کہ یہ کچھ صحیح Interpretation نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Mr. Muhammad Ali Khan on a point of order.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman; Sir, I would suggest that the Minister should give the name of those people who had gone to him and requested his help in the case of Shariat Bill.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب کیا آپ کے پاس کچھ سینٹر صاحبان

آئے تھے۔
ڈاکٹر شیرانگن خان نیازی: سینٹر صاحبان میرے پاس تشریف نہیں لائے
 تھے ان کا میرے پاس آنے والا قصہ غلط ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ میرے پاس کوئی صاحب
 تشریف نہیں لائے، بات ختم ہو گئی۔ اب صدر صاحب کی تقریر پہ بحث شروع
 کرتے ہیں سید افتخار علی۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

Syed Iftikhar Ali Bokhari: Mr. Chairman, Sir, The president's Address of 2nd December, 1989, to both the Houses was forth-right, correct, balanced and thought-provoking. He did not mince any words where he had to pinpoint the draw-backs and weakness of the working of the present multi-party democratic system. During the last three decades, the country has gone through a political night mare. Authoritarian rule of any shade, complexion or kind is most harmful to any country. Pakistan, which came into existence through a democratic process and through the active involvement of the Muslims of the sub-continent, has to have a democratic set up.

Mr. Deputy Chairman: May I request the honourable Senators to please maintain the decorum of the House and let us hear what the honourable Minister is saying.

Syed Iftikhar Ali Bokhari: By alienating people from the mainstream of politics, the country will always suffer. Sir, smaller and the most damaging issues of provincial, sectarian and ethnic nature will come on the surface and shake the very foundations of the country. These issues are the by-products of authoritarian rule where the intermingling of people is restricted and limited.

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

Sir, it is only through democratic practices that the problems of the country are properly reflected. Under one party rule, it may well be of communist party, the social political and economic problems are artificially suppressed. But when the bubble bursts, as we are now witnessing the horrifying events of Romania, these countries have to pay heavily in human life and in economic and political destruction. We would learn from our own experience and from the experience of other countries. If we had a proper working democracy in 1960 we would not have lost East Pakistan. Sir, we have to see to it that democracy functions effectively in Pakistan, as we have no other option left. The most important ingredients of democracy are tolerance and patience. We must cultivate these virtues.

Sir, the President's Address provides guidelines for the government as well as for the opposition. It has the same political significance as the Annual Address of the Queen to the Parliament. It is the policy statement of the highest in the country. The President has made a sharp and correct reference to the members of the Parliament who are changing their loyalties overnight. It is aptly described as horse trading and political stock exchange. It was due to such parliamentarians in the first decade of the existence of the country that it became politically unstable and became a victim of series of Martial Laws.

It is true that very limited legislation has taken place during the last year in both the Houses. Most of the time has been consumed in privilege and adjournment motions, which may be important, but are not the sole objective of the Parliament. During the last year, the country has been witnessing the conformation between the federal government and the provincial governments. This confrontation is meaningless and it should be stopped. It is most unfortunate for a country where democracy is like a tender and delicate plant which still has to find roots in the political soil of the country. This confrontation has to end for bringing the country on an even keel.

Sir, coming on to the economic front, which perhaps is the most

[Syed Iftikhar Ali Bokhaari]

important front, the country is presently in the grip of economic stagnation and unprecedented unemployment both in rural and urban areas. Some immediate and positive steps have to be taken by the government for restricting or overcoming the problems of unemployment. There has to be more planned investment in agriculture and industry. Most of our industry is sick. It cannot compete with the rest of the world. It requires economic crutches like artificially suppressed prices of raw material and subsidies from the government for it to function. On the other hand, agriculture is functioning under most adverse conditions where the four basic inputs are supplied to farmers at international prices and the crops are purchased by the government at 50% of the international prices. This is most unfair. With this attitude agriculture will also become sick like industry. If farmers are not exploited by governmental policies, the production of our three main crops i.e. cotton, wheat and paddy can easily be increase by at lead 30% in the near future thereby bringing propriety to the rural economy.

Sir, the President has redressed to the deplorable law and order situation prevailing in the country. Some positive, sensible political and administrative steps have to be taken by the provincial government for curbing lawlessness. Every citizen of Pakistan needs basic security of life and property. Let not the citizens of Pakistan have the feeling that democracy brings lawlessness and indiscipline. The acid test of our democracy is to bring normalcy and tolerance in every facet of life in the country.

Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much, Mr. Basheer Ahmed Matta.

Mr. Basheer Ahmed Matta: Thank you very much Mr. Chairman.

Sir, before I give my observations on the text of the honourable president's speech delivered before the joint session of Parliament, I would,

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

with utmost respect, like to point out that over the entire length and breadth of the erudite and learned speech stands a big question mark is we are constrained to ask after reading the speech, the system in vogue here a presidential or a parliamentary form of government? As you are no doubt aware, Sir, the forms of speech in both these systems differ. In a presidential form of government the President speaks for himself as the head of the administration responsible ultimately for the administration and policies of the country to the people who have elected him. In a parliamentary form, Sir the head of the state, be he a king or a president, he speaks on behalf of the government, and the speech, though it is uttered by him, contains the policies and the ideas of the government of the day which is in power N.P. Now, Sir, I wanted to point this out not because I hold a particular prejudice for one form of government or another, but because generally, it is thought and generally it is reported if you pick up a news paper, if you discuss this matter with anybody anywhere in the country or outside it that a parliamentary form of government is in vogue in this country. But this is not the fact. The fact is that what we are following is a mixed form of government. Now here in Pakistan as we stand today, after 42 years of experimentation, we are not yet definitely decided on the form of government we should follow. Although we say we have a parliamentary form of government, but the president's speech bespeaks that it is not exactly a parliamentary form of government. It is not that I am against a parliamentary or a presidential form of government. There are federations under presidential forms of government and there are unitary states under parliamentary forms. The classical examples are of the United States and Britain. In the United States they have a presidential form of government but it is federal at the same time. In Britain on the other hand, they have a Parliamentary form of government but it is also unity at the same time. What I wish to point out is that whatever form of government we may in future choose to follow, we have not up till now determined its exact form. Whatever form of government we shall choose to follow in future will be for the constitutionalists and parliamentarians of the country to decide with the consent and the mandate of the people. We have a choice there. But we have no choice in the question of nationalities and provincial autonomy. We may choose any form of government, but that form of government must be related to the realities on earth in Pakistan. What we cannot forego, what

[Mr. Basheer Ahmed]

we cannot omit, Sir, is that in this country we have a multi-national state. Here we have nationalities and on the basis of these nationalities there are the rights of the provinces and these rights must be enshrined in the Constitution and assured to the people. They must be enshrined in the Constitution and assured to the people so that the people have no suffocation and do not feel stifled while living in a free state.

Now, Sir, we come to the brass tacks. At the very outset I want to say that the record of the present government of the past one year is by no means impressive. Sir, the Peoples' Party government came to power with the mandate of the people and after the struggle of the MRD; but after coming to power it forgot all the promises that it had made in regard to major policies with the people it has not given any due consideration, let alone priority to the vital question of provincial autonomy. Before the Peoples' Party came in to power, certain points were agreed upon in the MRD forums and all the parties of the MRD were committed to those policies. Hence, as a result of the Peoples Party government, the expectations were that the vital question of autonomy will be settled Sir, it is men who settle questions of men. if one government comes and it postpones the problems of today till tomorrow, and tomorrow another government comes and it postpones will not be resolved. What I wish to stress is that some body, somewhere, sometime has to take steps, Sir.

Now this question of autonomy and nationality has been hanging fire in Pakistan and all the successive governments, Sir, have failed to settle it. When there are elections every political party uses it as a platform, it says that as soon as it comes in to power it will implement provincial autonomy; but when it does come in to power, it betrays the expectation of the people. So, on the first and major count I hold the Peoples Party responsible for reneging on its stand on autonomy which it owned at the time of elections. And, Sir, because the question of provincial autonomy is not settled, because the cardinal fact that this state is a multi national state is time and again ignored and denied, because of this the country of Pakistan today is

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

ridden with many problems. You can see, Sir, briefly, because there is not much time for me to Punjab today. There a confrontation with the central government is brewing up. What is the situation in Sindh, Sir? In Sindh there is violence and there is bloodshed going on every where. Baluchistan, Sir, is frustrated and Frontier is seething with misery and disappointment. All these problems arise because we have not been able to address ourselves to the solution of the first cardinal question which lies at the roots of this country. Sir, let me add that even we Senators who discussed the question of provincial autonomy at length as a special subject we had a long debate on the issue of provincial autonomy - did not come to any conclusion at the end of that debate. I think, Sir, that it would have been meet if we had convened a special committee of the Senate or, for that matter, of the entire Parliament, and if that committee had gone into the vital details of this problem which has become chronic and which begs a solution. But I am sorry to say that after discussing this issue at length, we did not derive any concrete fruits from the discussion.

Sir, to my mind (I spoke so even then during that debate and gave expression to this opinion) you can have in this country a truly federal form of government only if the institutions available to the government at the centre reflect the spirit of federalism. You cannot say that we have a federal form of government when the smaller provinces are bereft of their rights and left at a loss to provide solutions to their problems. Now, Sir, this country has a peculiar situation I say it in a constructive spirit. This country has a peculiar situation, Sir. Nowhere on the face of earth have you a country where one province is bigger than all the rest of the provinces of the country combined together. In India you have big provinces, Sir, but no province is bigger than the rest of the entire country. Similarly, in America you have some states which are more populous, but they are not bigger than the rest of the whole of the United States. In Pakistan we have this strange problem we have here one province which is bigger than the rest of the three combined. Now, if you work according to the normal practice of parliamentary democracy. (I have already qualified that this country does

[Mr. Basheer Ahmed]

not follow it in toto), the normal practice of parliamentary democracy is, Sir, that it works by the one man-one vote principle. If you work by that principle in this country, you will always have a majority in the effective bodies, in the effective forums, of the center which will come from Punjab.

Now, that would have been alright Sir, if the other underlying basic question of nationality and provincial consciousness had not been there. But since that question is there, for the resolution of that question we will have to have another system. I am not the one to give it here, but I just want to throw it as an idea so that other people, other colleagues of mine here, may think over it. We will have to evolve a system where one province will not preponderate the rest of the three provinces of the country. It can be arrived at with accommodation, in an atmosphere of amity, in an atmosphere of give and take. We will have to have a system where the rest of the provinces will have an assurance that one single province will not over-ride and over-rule all three of them. So, this is the submission which I had made first and am making again. Since the government of the day is still in place, if a Minister is present here -- I see that only a solitary Minister is present in this House on such important debate if he is listening to me, then I would ask him to take notes and give this intrinsic problem the consideration that it deserves. The government must think in terms of having a parliamentary committee of both the Houses so that committee may give the required consideration to the matter of autonomy and nationalities in this land.

Sir, the same problems again and again flow from discrimination on provincial score and they complicate and exacerbate other problems and troubles of the country. Because we have not been able to establish a pervasive peace and accommodation in this country, we have also not been able to establish a viable economy.

Now, today, right now as I am speaking. Sir, we are undergoing a

process of loadshedding in the country. We give out to the press Sir, that so many new factories will be established in the country. What I ask is that how will those factories operate when there is no power to operate them? "We are short of electricity and any pretension that we are expanding our industrial base under such circumstances is no more than mere pretension. We must first of all boost our electric generation, and for that I would suggest that we might consider buying nuclear power reactors from abroad, because these will solve our problem in the short term. If we go for big projects which will take decades to mature the problem which we are facing today will be exacerbated further. It is already grave. As you would know Sir, we are having loadshedding from 8 to 18 hours in different parts of the country. It is for the government to consider how it can get nuclear generators for increasing the supply of electricity. Another thing which I want to point out is that in our country we have a lot of concentration of money and financial power in one place. You know, Sir, that all the wealth of the country is concentrated in Karachi and time and again successive governments have made promises that they will distribute the resources of the country. But whenever such a prospect comes up in actuality, hurdles are created in its way. In my province, Sir, in Gadoon Amazai, the cultivation of opium, which had been going on for centuries, has now been banned. The government said that it will develop there an industrial estate and give special concessions to entrepreneurs so that they install industries here to provide working opportunities to the people. But now that the project is under way, we are hearing that they will install there only those industries which will not compete with the industries in Karachi. What does that mean, Sir? I mean that the overriding consideration in this country is to please the people of Karachi only. Is that justified, Sir? Don't the people who live in Gadoon and Amazai belong to this country? What I say is that banking and other financial institutions, which are concentrated in Karachi, should be disseminated, should be spread out in the country, and industrial estate like Gadoon and Amazai should be given special concessions. This project happens to be located in a backward area; it happens to be located in an area where the means of living have been snatched away from the people. So, if special concessions are given there, why should our brothers of Karachi resent such a development?

[Mr. Basheer Ahmed]

Sir, recently an operation has taken place in Adamkhail of which you are no doubt aware. I don't stand here to plead that some people should commit illegalities and crimes. It is a very well settled that whoever is responsible for any trespass or crime must be punished. But the question is: how can you punish people who are not connected with a crime in any way? According to law every individual is responsible for his own conduct. If somebody has committed a crime, let him be punished. But is it correct Sir, is it right, to punish the whole community just because a few miscreants are living within that community?

Sir, you may be aware how miscreants and criminals in the agencies are bred and reared. You know, Sir, that the cars which are stolen, that the people who are kidnapped, are all in the know of the political authorities sitting in the agencies. But they do not take any action when action is required. When matters get out of hand, the easiest thing they do is that they call the Frontier Constabulary and ask them to carry out military action. Then, it happens that they erase the houses of innocent people, indiscriminately victimize the old, the females and the children, and a matter which could be dealt by the political authorities within the ambit of laws and the compact which exists within the ambit of laws and the compact which exists between the tribal people and the Government of Pakistan, is complicated and has grave repercussion on the life of millions of people. Sir, when the Adam Khail road was blocked about a million people must have got affected because they could not come from southern areas of the province to Peshawar and vice versa.

Again Sir, I would here submit (although I will come to that point later also) why the tribals are forced to commit act which they normally would not. The basic thing, Sir, is that they do not have any means of living in their area. Their basic means of living was trade with Afghanistan and in those days Quetta, Peshawar and the tribal belt were all prosperous, settled and happy. But now when this country has involved itself in the affairs of Afghanistan, there is unrest not he border. There is not only unrest on the

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

border but there is violence inside the territories of Pakistan and due to that the trade is affected and the means of living of the tribal people is choked. So, they are forced to resort to other things. Now the question is why can the Government of Pakistan not restore peace on its western border so that the flow of life is normalized and people go about their life in the normal way? It is a thing which is within the power of the government. Then, why don't they give it serious consideration and cut out the root cause of all these problems? I will come to the foreign policy again, but it was also necessary in the context of Adam Khail.

Sir, there is another important point. I don't know whether it is still enforced or not, but a few days ago I read in the newspaper that the entire country would be subjected to loadshedding except Karachi. Now, if it is something related to the generation of electric power, then in the Frontier province also we generate surplus electric power. So, I don't understand on what grounds Karachi is exempted while the rest of the country is put to loadshedding. If it is burden to be distributed, then the whole country must share it and all the citizens of this country must equally forego some of the facilities which they derive.

Now, Sir, about the institutions which are given in the Constitution. We have the Council of Common Interests and the National Finance Commission. These are very vital organs of the government. As I said, no service is always being paid to provincial autonomy, but wherever organs are present to implement it, those organs are in fact blocked. Meetings of

the Finance Commission and the Council of Common Interests must be called so that the constitutional provisions and demands are satisfied and the people of Pakistan belonging to different province are also satisfied. They must see that whatever is written on the paper is also meant to be carried out in fact.

[Mr. Basheer Ahmed]

Sir, I would also, in all fairness, like to point out something with reference to the honourable President's speech. I was reading it last night and I went through this portion where it is written;

”اگر آپ احتساب ماضی کے نتیجے میں یہ محسوس کرتے ہیں۔“

I would, with the great respect, submit that (ماضی) is that which is past. It does not start at a particular juncture of time, but flows, as a continuous stream, in to the present and then in to the future. What I want to pinpoint is that the (ماضی) of the People Party in the government started last year, but the (ماضی) of the country started long ago. In all fairness we must also say here (as you saw, Sir, I brought to your notice the lapses of the Peoples Party Government) that when the Peoples Party came in to power what the (ماضی) was. The (ماضی) was that we had an autocratic government in this country in which power had been concentrated in the hands of one man. That obviously was a constraint on the future course of action of the People Party's policy.

Then, we had the situation in Sindh, which is still volatile but which was not tranquil even then. That was another heritage drawn from the past government. Another matter which must be mentioned is that even before we held election on the basis of political parties - the election. I would say, as a consequence of which a person like me also could come in this august House - for that election also, Sir, we had to go to the Supreme Court. So, it means that before the Peoples Party came in to power, things were not all that rosy. And the biggest legacy, the biggest sombre heritage, which the past government has left to this government is in the sphere of foreign policy. In foreign policy, the Peoples Party inherited a stance which was subject to the pleasure and whims of an imperialized and chauvinistic super power. But this is not to say that the Peoples Party must only kill time by pointing out the lapses of the past. The past is past now; we are living in the present and a popular government is supposed to be dynamic enough to shake itself out of lethargy and give people a sense of direction. Whatever the constraints of the past, the Peoples Party is supposed to overcome them.

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

In that respect, I would say that - with the difficult heritage more than as it has failed in the domain of foreign policy; As in the past, the foreign policy of the country even today is subject to the pleasure of a super power-America. The entanglement in Afghanistan issue was previously also due to that factor and it continues to be due to that factor. I ask the Peoples Party to shake itself out of the clutches of the United States. Without that you will have no tranquility on your borders and no tranquility within the border.

Sir, here I will come to a specific point mentioned here. It says:-

”امریکہ کے ساتھ ہماری دوستی خصوصی اہمیت کی حامل ہے یہ علاقے میں امن اور استحکام کے قیام کے بارے میں مشترکہ نظریات پر مبنی ہے۔“

Sir, nothing can be more, what word should I use, nothing can be farther from the truth than this. The perception that we share with America is far away from the interests of peace in this area. And what is the record of the United States in keeping peace in the world? Today we have Panama which they have invaded. Previously it was Nicaragua. What about Israel? Who has nursed Israel amidst the Arab lands and what is America's record in forestalling or curbing a apartheid in the South Africa?

Whenever, Sir, in an international forum the countries of the world want to put real pressure on South Africa to forego its racist policies, America goes to her rescue. With that record, how can we say that America is the champion of peace and 'Istehkam' and we share these perceptions with her? why don't we say bluntly that with America here in this area we share only one thing and that is that they are anti-Russia and anti-Afghan and we agree with that policy of theirs? This will, I think, be less hypocritical.

Sir, most of the other points have been mentioned by my other worthy colleagues. Before I finish, I would like to draw the attention of the

[Mr. Basheer Ahmed]

government to some very great and vital changes that are occurring in the world. We have seen that in the Eastern Europe things have taken another turn. There is an upsurge. What is that upsurge? One of my worthy colleague here has referred to it. It would say, with due respect, that upsurge of the people of the Eastern Europe is an upsurge for emphasizing their liberties and their national identities. I think, the world is now coming into its own in another way. The nationalities and nations, which had been long suppressed every where in the world, are now emerging again; and their latent, primordial and irrepressible urge for national identity and national liberty is rising everywhere. That is on the global scale. In our lifted context, Sir, I would say that we must recognize the urge of nationalities within Pakistan. We must give them the rights which are intrinsic to them; which are natural and which will give them satisfaction and a sense of participation in the affairs of the land. If we do that, if the Peoples Party Government resolves even this one issue, it will have contributed a great deal to the polity of this country. If we really resolve the question of nationalities and provinces in this country, we will have no Sindh in flames; we will have no Punjab in revolt; we will have no Baluchistan in frustration, and we will have no Frontier in misery and anguish. With these words, I finish my speech, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Mr. Hassan A. Shaikh:

Mr. Hassan A. Shaikh: Mr. Chairman, I am grateful to you for asking me to speak on this subject. Unfortunately, we are today obsessed with an India that it is peoples' government or Peoples Party government in power. This idea is erroneous, wholly erroneous from the very bottom of this statement. Today, the government is of the Bhutto's dynasty and it will continue to be the Bhutto's dynasty government as long as Bhutto's dynasty is in power. It is the apex of this power. It is not by Sindh Government; it is not the Sindh who are in power; it is not the Punjabis who are in power who are 60% of this country and they are being given a bad name. It is not even the Pakhtoons in power although to maintain a provincial government

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

in Pakhtoons, 25-26 Ministers had to be appointed. It is only one dynasty and it is that dynasty whatever it may be, it may be magic of the name; it may be magic of Zulfikar Ali Bhutto or whatever it may be. It is the Bhutto's dynasty which is in power and, therefore, to say that Peoples Party is in power is not correct.

(Interruptions)

Mr. Hassan A. Shaikh: My learned friend who is questioning me should be prepared to get an answer. Scientifically who is today in power. Could you have elected any other leader of your party? It is only because Bhutto's dynasty is in power; Bhutto's daughter must be the Prime Minister. His wife, his widow must be the senior Minister and if Bhutto's daughter goes to the maternity home it will be the senior Minister who will be the acting Prime Minister. But what does it prove?

جناب ڈپٹی چیئرمین: شیخ صاحب یہ تو اب events کی بات ہے میرے خیال میں ان کی گورنمنٹ کی جو کارکردگی ہے اس پر اگر فرمائیں تو زیادہ بہتر رہے گا۔

جناب حسن اے شیخ: میں آتا ہوں اس کے اوپر۔ سچی بات تو یہ ہے کہ یہ اگر آپ تسلیم کرتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چیئرمین صاحب نے میری بات مان لی ہے، مان لی تو وہ جو پالیسی بنے گی اس پارٹی کی تو اسی بنیاد پر بنے گی۔ کوئی پالیسی بنا رہے ہے۔ آپ دیکھیے یہ کہا جاتا ہے کہ democracy بے نظیر بھٹو کے آنے کے بعد شروع ہوئی، democracy جو نیچو صاحب کے آنے کے بعد شروع ہوئی تھی اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ جو نیچو کو dismiss جس نے کیا وہ کیوں کیا۔ کیونکہ وہ اس صدر کی بات مانتا نہیں تھا اس صدر کو defy کرتا تھا وہ democracy چاہتا تھا۔ یہ کہنا کہ وہ democracy نہیں تھی..... ابھی کون سی

[Mr. Basheer Ahmed]

democracy ہے..... ابھی انہوں نے یہ سمجھوتہ کیوں کیا؟ صاحبزادہ صاحب میرے بڑے دوست ہیں۔ صاحبزادہ صاحب مسلم لیگ میں تھے مسلم لیگ سے میرے خیال میں وفاداری اب بھی رکھتے ہیں۔
جناب ڈبٹی چیئرمین: خیال نہیں، یہ یقینی بات ہے۔
جناب حسن اے شیخ: نہیں نہیں۔ وہ اپنی جگہ qualified ہیں۔

I know that there is no replacement for him. That I know, but even is it not a part of compromise of the Bhutto's dynasty to get power? How is it? What is going on today in Afghanistan? A complaint was made by Senator Mr. Basheer Ahmed, was it not a part of the compromise which brought the Bhutto's dynasty? If they deny and this friend of mine scientific complaint he makes, he should scientifically analyses and find out what I am saying is correct or not?

Sir, the only difficulty is that people are not prepared to accept the realities. The reality of the situation is that Bhutto's dynasty wants all powers concentrated in their hands. Therefore, they are not prepared to tolerate a democratic set up of the province of Punjab and a democratic set up of the Baluchistan. What is democracy? Is this a rule dictated by the apex of the apex of the polarization for the Prime Minister or is it not a rule? I mean, you have Sir, gone at so many places of the world, in so many conferences, I don't, whether you refer it or not but when I went to Canada, Ottawa, on one side of the river the British members of the Canadian parliament who said that we below of the French and they ran away from here, and when we went to the other side of the Ottawa river a similar thing was said by the French members who were with us. Now this happens everywhere. There may be some feeling of provincialism within provinces but that does not matter. Sindh is are entitled to have prosperity of Sindh and they should be proud of their culture and their province in the same way as Punjabis, Pakhtoons and Balochis should do. My learned friend Mr. Basheer Ahmed was complaining and I have a great respect for him, he speaks to the point and I want to tell him to the point. Who decided that

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

pakhtoons should join Pakistan? Did we decide it? Did we vote in the referendum? If he had the powers at that time which today his leader is parading all over the world, then actually the father of his present leader was the leader of the Phktoons opposing Pakistan Movement.

Mr. Deputy Chairman: He did not oppose Pakistan in his speech.

(Interruptions)

No Basheer Ahmed Matta did not oppose Pakistan.

Mr. Hassan A. Shaikh: I never said he wants that the people of that area should be consulted. Now I don't know what is his other way of consultation?

I am not holding briefs from the People party; I am not holding briefs from Bhutto's dynasty but what I am saying, they have done in their own way. They wanted to have some method which they utilized in getting majority in the National Assembly, and about horse-trading, 25 Ministries have been given to the Opposition, it is a horse-trading in Frontier.

He should have stopped it. May be his party people did not join or may be they did not make any serious attempt but this is all our own fault. We are not so honest, we are not so steadfast to remain loyal to the party. Although I say this I must admit frankly I have never deviated from the party which I joined in 1942. I am still in it, I will continue to be in it and die in it but there are people with less loyalty, with ideas of a less loyalty. And there are people who some day claim they are leftist and then they come to a dynastical party merely to get Ministry not full Ministry also half Ministry.

Sir, there is a complaint that Karachi is being given a special treatment. My learned friend Senator Basheer Khan said this. I think Karachi does not belong to the Mohajirs alone. It is a wrong idea.

Mr. Hassan A. Shaikh: I am mentioning it. Karachi belongs to Mekranis, Karachi belongs to Punjabis and Karachi belongs to everybody who lives in Pakistan and everybody has a right to settle in Karachi.

Mr. Deputy Chairman: Point of order by Mr. Saleem Saifullah Khan.

Mr. Saleem Saifullah Khan: Mr. Chairman, it seems that my learned and elder friend is speaking more on Senator Basheer's speech and not so much on President Ghulam Ishaq Khan's speech.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much.

Mr. Hassan A. Shaikh: Sir, I am guilty of this charge made against me but it is so fresh and I did not want it to go unanswered. That is why I said this.

Now, Sir, the question of Darra Adam Khel—Our friend the Minister who is incharge here, or right hand Minister incharge not the left hand Minister incharge, he should know, he talks of human rights, was it human right when he demolished all the houses of Darra Adam Khel? Was it human right when did not even care to find out who was responsible for that and punished everybody—men, women and children? Was it a human right? He talks of human right. Better send this case to Mr. M. H Zafar the President of the Human Rights Commission in Karachi or to Justice Dorab Patel and he will tell him that have trampled democracy in the worst possible barbaric manner—uncivilised barbaric manner. I can never think of people who talk of leftist, progress, all sorts of things they are doing this. I cannot absolve them of destruction that they have brought in this country and the wrong method that they have shown to the people. They should have held some sort of a judicial prob into whatever has happened. It is said, I do not know how far it is true, the real culprits were not arrested and deliberately allowed to go in order to punish those who had voted against the Bhutto dynasty in the No. Confidence Motion. If that is so, it is tragic. It is tragic that people talk of progress, people talk of so many things and still they want to support a government which is not responsive to the needs of the people. What are today the need of the people? First things is real

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

democracy, not a bogus democracy, I mean even Ceausescu was claiming democracy in Romania and actually if you ask me, Sir, I will say the present government is following Ceausecu's policy. What they have done? Ceausescu had a secret service. They have created a secret service by pulling out criminals from the jails and giving them powers to punish and what is today happening? The tortures, the murders in Karachi, Hyderabad and elsewhere are by those people supported by the government.

(Interruptions)

Mr. Hassan A. Shaikh: Yes in Punjab too. I stand corrected. It is correct. Now this trend has to be understood by the people of this country. The people of this country must realize who is their real benefactor, who is their sympathizer and who is their opponent trying to capture power and once they capture power they will do everywhere in Pakistan what they did in Adam Khel. So, if the people of Pakistan want to have their houses demolished, if the people of Pakistan want to be treated as the people of Darra Adam Khel were treated then they should support this government, otherwise this government stands condemned on whatever they have done during the last one year.

Thank you, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, Sir.

Next Mr. Tariq Chaudhary.

جناب محمد طارق چوہدری: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

آج محترمہ جمہوریت کا ذکر ہے اور صدر مملکت کا خطاب

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

ذکر اس پر سی و ش کا اور پھر بیان اپنا

بن گیا رقیب آخر تھا جو راز دان اپنا

صدر مملکت نے سولہ صفحات کے اس کوزے میں پورا دریا بند کر دیا یہ خطاب تقریر نہیں یوں لگتا ہے کہ یہ غالب کا شعر ہے، میر کی غزل ہے کہ جس میں ہر شخص کو اپنے تصور کی جھلک اور اپنے خیالات کا عکس نظر آتا ہے اپوزیشن بھی اس کی تعریف کرتی ہے، حکومت بھی اس کی تعریف کرتی ہے اور کردڑوں پاکستانی اس تقریر کو اپنے دل کی آواز گردانتے ہیں، یہ تقریر جام جم میں جھانکتے ہوئے۔ محترم جاوید جبار صاحب کے لئے میں جام جم کا ترجمہ کر دوں جس کو CRYSTAL bowl کہتے ہیں ایک فرد کی صدائے فغذائے ہے جو تباہی کی طرف بڑھتے ہوئے قافلے اور ٹوٹے ہوئے پل کی طرف دوڑتی ہوئی گاڑی کو روک روک کر پیام زندگی دینا چاہتا ہے صدر کے خطاب کے فوراً بعد اسی رات صدر مملکت کی طرف سے دیئے گئے ڈنر میں اس خطاب پر مختلف قسم کی آراء متضاد تبصرے، تنقید، تنقیص، تعریف سب کچھ سننے کو ملار میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ صدر مملکت کو اگرچہ یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ پارلیمنٹ کے اوپر تنقید کریں اور اس کے اوپر طعن توڑیں لیکن صدر مملکت ایک گونگا تماشا ٹی بھی نہیں ہے۔ صدر اس پارلیمنٹ کا ایک ذمہ دار حصہ ہے اور اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کردڑوں عوام کی توقعات خواہشات اور امنگوں کی ترجمانی کرے اور پارلیمنٹ کو اگرچہ حکم نہیں دے سکتا لیکن ممبران پارلیمنٹ کو وہ مشورہ دینے اور ان تک اپنی بات پہنچانے سے انہیں کوئی باز نہیں رکھ سکتا صدر مملکت پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ ہر برس اپنی تقریر میں پچھلے حالات کا جائزہ لے اور آئندہ کے لئے راہنما اصول بیان کرے۔ صفحہ ۶ پر صدر مملکت نے خود بھی اپنے اس خطاب کے بارے میں فرمایا۔ کہ ان باتوں سے میرا مقصد آپ کی دل آزاری نہیں بلکہ خلوص نیت کے ساتھ ان خیالات کی ترجمانی کرنا ہے جو میرے علم اور یقین کے مطابق ”علم اور یقین کے مطابق“ پاکستان کے کردڑوں عوام کے لئے ذہنی کرب اور تشویش کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ صدر مملکت فوج کے اس اوپی کی طرح ہے جو فوج میں سب سے آگے بلندی پر بیٹھا ہوا

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

سامنے میدان جنگ کا منظر دیکھتا ہے اور یہاں پر پرنیڈنٹ ایوان صدر میں جام جم کے سامنے پورے ملک کے خفیہ اداروں کی رپورٹوں کی موجودگی میں یہ سب اس کے سامنے اسی طرح ہے جیسے غالب نے کہا۔

کہ بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے

اور یہ تو واقعاً بازیچہ اطفال ہے۔ انگریزی دانوں کے لیے بازیچہ اطفال ”بچوں کے کھیل“ کو کہتے ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو صدر مملکت نے فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب گزشتہ برس میں آپ کے سامنے حاضر ہوا تھا تو ملک میں جشن کا سماں تھا، قوم کا چہرہ ایک نئے عزم سے تہمتا رہا تھا اور آنکھیں نئی امیدوں سے روشن تھیں۔ امن و امان ہم آہنگی، انصاف اور مساوات کے ایک نئے دور کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں مسائل کے فوری حل اور ترقی و خوشحالی کے یکساں مواقع کی توقعات عروج پر تھیں پھر ایک سال بیت گیا۔

یہ توقعات کس وجہ سے تھیں میں آپ کو ایک اہم دستاویز کے چند اہم اجزاء کی طرف متوجہ کرتا ہوں یہ پاکستان پیپلز پارٹی کا منشور ہے اور لوگوں نے کس بات سے توقعات باندھی ان کے چہرے روشن کیوں تھے ان کی آنکھیں کیوں چمک رہی تھیں اس کا میں آپ کو مختصر سا خاکہ پیش کر رہا ہوں۔ مساوات، رواداری، اسلامی روایات و تعلیمات کی طرف ثابت قدمی سے پوری قوم کے وسیع تر اتحاد اور فخر کی بجائی، معیشت میں خود انحصاری، عزت کے خاتمے کے لئے محنت کشوں کو آسائشیں فراہم کرنا، بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری اور ٹیکنالوجی کی درآمد و نگرانی، تعلیم، صحت اور ترقی یافتہ سماجی شعور پیدا کرنا، جغرافیائی وحدت کا تحفظ، ریاستی اداروں کا استحکام، قانون کی بالا دستی، سستے انصاف کی فراہمی، ملک کی ترقی اور ایماندارانہ عناصر کی حوصلہ افزائی، محنت اور زرعی ترقی کی نئی راہیں کھولنا، پانچ برس کے اندر اندر شرح خواندگی کو ۲۰ فیصد سے ۹۰ فیصد تک کرنا، ملک کی تمام آبادی کے لئے طبی سہولتیں فراہم کرنا، پبلک سروسز سے ضیاع اور بدعنوانی کا خاتمہ، سمگلنگ اور جرائم کے متوازی معیشت کی روک تھام

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

منشیات اور تشدد کا خاتمہ، حقیقی اسلامی مساوات، پاکستان کے ہر شہری کو باعزت زندگی، روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم، صحت اور صاف ستھرے ماحول اور مساویانہ حقوق کی ضمانت، صوبوں میں عدم شرکت کے احساس کو ختم کرنے کے لئے انتظامی ڈھانچہ میں تبدیلی کر کے عوام کو زیادہ اختیارات سونپے جائیں گے، سینٹ مشترکہ مفادات کی کونسل، قومی مایاتی کمیشن کے اختیارات میں اضافہ کیا جائے گا، آئین میں مشترکہ اختیارات کی فہرست کو ختم کر دیا جائے گا، صوبوں کے مالی اختیارات میں اضافہ کیا جائے گا، مرکزی حکومت اور اس کے زیر انتظام اداروں میں صوبائی بینک سروس کمیشن کے ذریعے تقرریاں کی جائیں گی، مرکز کے اختیارات میں کمی کر دی جائے گی بدعنوانیوں کا خاتمہ کر کے حب الوطنی اور ایمان داری کو فروغ دیں گے، اعلیٰ سطح کے کمیشن کو بدعنوانیوں کی تحقیقات سونپی جائے گی، بینکوں کی معاف کی گئی رقوم کو منظر عام پر لایا جائے گا، اور ان کی وصولیابی کے لئے کارروائی کی جائے گی، پیداوار بڑھانے کے لئے آب رسانی، کھاد، بیج اور زرعی قرضے فراہم کیے جائیں گے، کم از کم دسویں جماعت تک لازمی مفت تعلیم دلائی جائے گی، ہر سال ۵ لاکھ نئے مکانات تعمیر کیے جائیں گے، (اور اس برس کے تعمیر ہو چکے) کچی آبادیوں میں بسنے والوں کو پکے صاف ستھرے اور منظم منصوبوں میں آباد کیا جائے گا، یہ وہ عزائم تھے ارادے اور وعدے تھے جن کو منشور کہا جاتا ہے۔

حضور یہ کسی دو شیرہ کی کہہ مکرئی نہیں کہ رات گئی بات گئی، یہ باتا عدہ منشور ہے جو قوم کے سامنے پیش کیا گیا اور اس سے ووٹ حاصل کر کے قوم کے سروں پر ایک نا اہل حکومت مسلط ہوئی اور پھر اس کے خواب جو تھے وہ عزائم جو تھے وہ وعدے جو تھے ان کا پھر کیا ہوا۔

اب صدر مملکت فرماتے ہیں نا انصافیاں اور بدعنوانیاں جمہوریت کو کمزور کر رہی ہیں۔ بدامنی تشدد اور لاقانونیت نے ذہنوں کو مفلوج کر دیا ہے۔ وسیع القلبی کا فقدان ہے۔ سیاسی محاذ آرائی زوروں پر ہے، ہارس ٹریڈنگ اور پولیٹکل اسٹاک ایکسیجینج ہماری سیاسی اصطلاحیں بن گئی ہیں دوسرے

فریق کے اچھے کاموں میں کیڑے نکالے جاتے ہیں آئین کی حدود کا پاس و احترام
 ہمیں ہے قانون ساز ادارے قانون سازی کے سوا سب کچھ کر رہے ہیں نفاذ اسلام
 کی طرف کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ہے شریعت بل کھٹی میں پڑا ہوا ہے۔ اسلامی
 نظریاتی کونسل کی ۵۱ رپورٹیں عدم توجہی کا شکار ہیں سینیٹ کو متنازعہ بنانے
 کی کوشش کی گئی ہے، مفاہمت کو فروغ نہیں دیا گیا، اشتراک عمل اور تعلقات
 کا قائم نہیں کیے گئے، ہم بحیثیت مجموعی جمہوریت کے معیار پر پرورے نہیں اترے۔
 اختیارات کا تقسیم کی بجائے ارتکاز پر زور دیا گیا ہے علیحدگی پسند عناصر ملک کی
 جغرافیائی ترکیب و ترتیب کو چیلنج کر رہے ہیں، ٹیکس پالیسیوں کے نتیجے میں
 قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے برآمدات کی آمدنی جوود کا شکار ہے صنعتی پیداوار
 میں کمی کے باعث معاشی ترقی متاثر ہوئی ہے، منگائی، بیروزگاری اور بیماری
 قرضوں کا بوجھ مزید بڑھ گیا ہے۔ سیاحین سمجھوتے پر عمل نہیں ہو سکا ہے،
 بنیادی حقوق، عزت نفس اور ترقی کے یکساں مواقع فراہم کرنے کی بجائے نا انصافی کی
 شکایتیں اور بداعتونیوں کا تاثر بڑھا ہے مسائل جوں کے توں ہیں، جان و مال
 غیر محفوظ، تالوان کی خاطر اغواء، آباد ہوتے آئینی حق سے انکار، علیحدگی
 پسندی و ہشت گردی عام ہے، مرکز اور صوبوں کے اختیارات کی آئین میں
 نشاندہی کے باوجود ایک دوسرے کی حدود کو پامال کیا جا رہا ہے، floor
 crossing کر کے خیانت کا ارتکاب کیا گیا، ایسے افراد نئے mandate کے لئے
 جائیں، جماعتی ایران کو غیر جماعتی میں بدل دیا گیا ہے، معاشی اور اقتصادی صورت
 حال مشکلات کا شکار ہے، ریپینڈ پر وگرام متنازعہ ہے، آئینی اداروں کی افادیت
 پر شکوک و شبہات پیدا کیے گئے، ایم ایف سی، سی سی آئی اسلامی نظریاتی کونسل
 جیسے آئینی اداروں سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے۔

یہ جناب بظاہر چارج شیٹ نظر آتی ہے لیکن یہ چارج شیٹ نہیں اقبال
 جرم ہے، کیونکہ ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے فرمایا کہ صدر نے وہی تقریر پڑھی
 جو ہم نے بھیجی تھی، ویسے یہ شیر افگن کی لکھی ہوئی لکھی نہیں ہے۔

(تمت)

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

یہ باتیں وہ تھیں جو صدر مملکت نے کہہ ڈالیں، کچھ وہ بھی تھیں جو آئین کے احترام سیاست کی مجبوری، اور آنکھوں کی حیا، کے سبب، وہ نہیں کہہ سکے، 'فی الواقع وہ Exist کرتی ہیں، معاشرے میں موجود ہیں اور میں بھوڑا سا نقشہ ان کو دکھاتا ہوں۔ As more over اس کو کہہ لیں میرٹ کو ختم کیا گیا، جیالوں کو بھرتی کیا گیا، فحاشی کو رواج دیا گیا، سول سروس کو تباہ کیا گیا، نااہلوں کو ترقی دی گئی، تمام امور رشوت سفارشی کی بنیاد پر انجام پائے، خاندان کی حکومت قائم کی گئی، اقربا پروری کی گئی، مجرموں کو تحفظ دیا گیا، ضمنی ایکشن ہارے راجو کی خوش آمدیں کیں، صنعت برباد کی، نااہل کو اٹارنی جنرل بنایا، مسئلہ افغانستان کو confuse کیا، کشمیر کے حالات پر چپ سادھے رکھی، ملکی مفادات کے خلاف دولہیراج کی تعمیر کی اجازت دینے کی کوشش کی، بچوں کی کابینہ تشکیل دی، محاذ آرائی کی طرف قدم بڑھایا، افراط زر پیدا کیا، قیمتوں میں اضافہ ہوا، ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ اسلام آباد جیسے پیرامن شہر میں ایک پیرامن بٹوس پرفائرننگ کر کے متعدد افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ ۹.۶ مربع کلومیٹر کے اس رقبہ میں، جس پر پیپلز پارٹی کی حکومت ہے، ایک طویل عرصہ تک، دفعہ ۱۴۲ نافذ رہی، گندم کی کمی، کھاد کا بحران، لاڈلے وزیر کے لئے ۱۲ ارب روپے، لاڈلے وزیر کی معمولی سی کمرپیشن کے لئے کسانوں کو ۱۲ ارب روپے کا نقصان پہنچایا گیا، معیشت برباد ہوئی، تجارت میں خسارہ ہوا، قرضوں میں اضافہ ہوا، امن وامان پر کنٹرول حاصل نہیں ہو سکا، دشمن کی خفیہ ایجنسی RAW سے وزیراعظم ہاؤس کی de bugging کرائی گئی، طیارے کے اغواء، ایک فوجی افسر کے قاتل، اور کراچی میں دھماکوں کے ذمہ دار افراد کو پاکستان کے حج وفد کا انچارج بنا کر بھیجا گیا، جرائم پیشہ افراد کو رہا کیا گیا، پنجاب اور بلوچستان سے محاذ آرائی کی گئی، آئینی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے پیپلز پروگرام شروع کیا گیا، نکوۃ کے چار سو بچاس (۴۵۰) کروڑ روپے پران کی حریصانہ نظر جاٹھری عدلیہ کو چیلنج کیا، صدر سے محاذ آرائی کی، سرورہی کے مسئلہ میں یک طرفہ طور پر پراپیگنڈہ کر کے صدر کے وقار اور مقام کو گرانے

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

involve کی کوشش کی۔ افواج کو بدنام کیا، پنجاب کی حکومت کا سکھوں کے مسئلہ میں ہونے کا پراپیگنڈہ کیا، پنجاب کی رقوم روکیں، کسانوں کی رقوم کی ترسیل بند کیں، سینٹ پرتان توڑی، بینک سروس کمشن کو by pass کیا، ٹیلیویشن پارٹی پراپیگنڈہ کے لئے استعمال کیا، بنکوں کے سربراہوں سے سیاسی خریداری کے لئے رقوم حاصل کیں، پلاٹ الاٹ کئے، غیر قانونی قرضے دیئے۔ اپنے ہی اہل خانہ کو مراعات دیں، سی سی آئی، اسلامی نظریاتی کونسل، جیسے آئینی ادارے تشکیل دینے سے انکار کیا گیا اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سمری و دفعہ ایوان صدر سے واپس آ جانے کے باوجود ابھی تک دو برس ہونے کے باوجود تشکیل نہیں پاسکی، یہ آئینی ادارہ ہے۔ پنجاب میں شروع دن سے ہی اپنی حکومت بنانے کی کوشش کی جب اس میں کامیابی حاصل نہیں ہوئی تو صرف تین ماہ کے بعد پنجاب کی حکومت توڑنے کے لئے اس پر حملہ آور ہوئے، بلوچستان میں سازش کی، بات یہاں تک آ کر رک نہیں جاتی، ذکر اس پر وہ نہیں مسٹر دس فیصد کا بھی ہے، اس پر وہ نشین کے بارے میں کہتے ہیں کہ سمگلنگ میں اس کی حصہ داری ہے، اسکی کے سیکنڈل میں اس کا نام ہے مجرموں کی پشت پناہی کرتا ہے، اغواء کے کاروبار میں ملوث ہے۔ پنجابیوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے سیکنڈل میں اس کا نام ہے۔ ہوٹل، گھوڑے، تقریریاں، تبادلے، بنکوں کے چیمبس کا ادل بدل سی بی آر میں اہم پرسٹوں پر تقریریاں، جناب یہ سارے الزامات اس مسٹر ٹن پرسنٹ پر ہیں، اس کو چاہئے کہ وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائے یا پھر محترمہ بے فیئر از خود انہیں برطرف کر دیں ایک معزز رکن: (بیٹھے ہوئے) نام بھی بتائیں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی، آصف زرداری اس کا نام ہے۔

(Interruptions)

Mr. Dupty Chairman : Please no cross talk.

جناب محمد طارق چوہدری: جناب آزاد سی صحافت کا حال دیکھئے۔

جناب جاوید جبار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، پوائنٹ آف آرڈر۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, as long as the speaker refrains from naming an individual no point of order would be raised but according to the Rules of Procedure making charges of such a serious nature against an individual who can not answer in this House is against the Rules of Procedure and I would request the speaker to refrain from doing so in the interest of maintaining the dignity of this House.

جناب ڈپٹی چیئرمین: بہت شکریہ، طارق صاحب، آپ نام لینے سے گریز کریں، باقی آپ تقریر کریں۔

جناب محمد طارق چوہدری: جی Mr. 10 present ہی رہنے دیں، اور پھر جناب آزاد سی صحافت کے بھی بڑے دعوے تھے، صدر مملکت کا پریس نوٹ جاری ہوتے سے روکا، "جنگ" کے مالک میر خلیل الرحمان پر مسلح حملہ کیا، گولیاں چلائی گئیں، "مرکز اخبار" پارلیمنٹ کے سامنے جس کا دفتر ہے، اس کے دفتر کو توڑا پھوٹا گیا، Daily Business، اور "نوائے وقت" پر حملہ ہوا، زاہد ملک کو گرفتار کیا گیا، جنگ کے دفتر پر قبضہ کیا گیا، اور اس پارلیمنٹ میں کام کرنے والے ایک صحافی کی وزیر داخلہ کے ایما پر رات کی تنہائی میں پٹائی کرائی گئی۔
(آوازیں - شیم - شیم)

اب میں اس کا نام بھی نہیں بتا رہا، کیونکہ انہوں نے منع کر دیا ہے،
(قہقہے)

پریس ٹرسٹ کے اخبارات کو "مساوات" کا ایڈیشن بنا دیا گیا۔ ججوں کے مسئلہ پر ایک طرفہ برا بیگنڈہ کیا گیا اور جناب چیئرمین! ججوں کے مسئلہ پر لاہور ہائی کورٹ نے صدر مملکت کی کسی درخواست پر کوئی فیصلہ نہیں دیا تھا، ایک عام شہری کی درخواست پر ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ کیا۔ مرکزی حکومت از خود سپریم کورٹ میں اپیل کے لئے گئی اور پھر از خود اپیل کی اور خود اس اپیل کو واپس لے لیا اور پھر پورے ملک میں یہ تاثر دیا گیا کہ صدر مملکت کے ساتھ ہماری صلح ہو گئی ہے، بھئی، جب لڑائی ہی نہیں تھی تو صلح کس بات

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

کی، یہ ایک تاثر قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔
 یہ جتنی چارج شیٹ میں نے پڑھی ہے، اپنے طور پر اس کو دیکھتے ہوئے
 میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ لوگ، دیانت داری کے ساتھ میں یہ بات
 کہہ رہا ہوں۔ جمہوریت کے دشمن ہیں، آئین کے دشمن ہیں، فیڈریشن کے
 دشمن ہیں، ملکی سالمیت کے مخالف اور پاکستان کے بارے میں ان کی وفادریاں
 مشکوک ہیں۔

(آوازیں۔ شیم۔ شیم)

جناب جاوید جبار: پوائنٹ آف آرڈر۔
 جناب ڈیپٹی چیئرمین: جی فرمائیے۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, assume people of being unpatriotic, who is this speaker, how has he got the credential to substantiate such a vile charge. You must debate within some level of tolerance, if you start accusing each other of being un-patriotic, anti-national then we should all be in court proving the substance of these charges. I request him once again to concentrate on issues that can be substantiated but to make whole-sale charges questioning the patriotism and integrity of an entire government is unknown in parliamentary terms and unacceptable according to the Constitution and the Rules of procedure.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

Dr. Noor Jehan Panezai: Point of order Sir.

Mr. Deputy Chairman: No point of order Dr. Sahiba, thank you very much, you will get a chance, let him finish.

جناب محمد طارق چوہدری: حضور، اسی ملک پر غلام محمد اور سکندر مرزا کی شکل
 میں تاج برطانیہ کے تنخواہ دار.....

Akhunzada Behrawar Saeed: Point of order.

Mr. Deputy Chairman: No point of order Behrawar Saeed Sahib let the speaker finish, I do not allow any point of order.

آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔ جناب طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری: محترم چیئرمین! حالات، واقعات، مشاہدات اور کثرت ہر بات کو از خود واضح کر دیتے ہیں اور انہی کی بنیادوں پہ سیاسی تجزیے وجود میں آتے ہیں۔ محترم چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ غلام محمد اور سکندر مرزا کی صورت میں پاکستان کے اندر دو ایسے حکمران رہے جو دراصل تاج برطانیہ کے تنخواہ دار تھے اور انہی کے ایجنٹ، لیکن یہ پہلا موقع ہے جاوید جبار صاحب کو اعتراض نہ ہو تو اب ایک ایسا خاندان حکمران ہے جس کے متعدد افراد کی grooming راجپوتوں کے اشارے پر RAW نے کی اور وہ انڈیا میں موجود رہے وہاں ٹریننگ حاصل کی، وہاں سے تربیت یافتہ ہوئے، ان سے رقوم حاصل کیں یہ پہلا موقع ہے کہ کوئی ایسا خاندان اس ملک پہ حکمران ہے اس کا اگر کوئی جواب ہو تو میں سننے کے لئے تیار ہوں۔ عدم اعتماد کے دنوں میں اٹھنے والے سوالات اور الزامات کے جواب میں محترمہ وزیر اعظم صاحبہ نے فرمایا ہم نے ہارس ٹریڈنگ نہیں کی، ضمیر نہیں خریدے رشوت اور بدعنوانیوں کے الزامات بے بنیاد ہیں۔

محترم چیئرمین! ہمیں انکار وصل غیر میں کچھ شک نہیں لیکن

زبان کچھ اور بوئے پیر ہن کچھ اور کہتی ہے

جناب اس خوبصورت کامنی دوپٹے کے اندر جو مردانہ کلون کی خوشبو گھس جاتی ہے بہر حال اب چونکہ انہوں نے کہا ہے تو ہم کیسے انکار کریں۔ آپ یقین کیجئے۔ محترمہ وزیر اعظم، افتخار گیلانی اور میرے سمیت اس پورے پاکستان میں دس کروڑ عوام میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے ان کی اس بات پر اعتماد کیا ہو۔ اس بات کو سچ ماننا ہو۔ ان سمیت، آج افتخار گیلانی، کاشی ایہاں ہوتے افتخار گیلانی تو میں ان سے پوچھتا رہے نواسٹہ رسول! اس کے نام پہ

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

کھڑے ہو کر سچ بتاؤ کہ کیا تم ایک ممبر کے پاس اس کی خریداری کے لئے نہیں گئے تھے اور اس نے جواباً کہا کہ میں ایک کروڑ روپیہ لیتا لیکن چونکہ آپ تشریف لائے ہیں لہذا آپ کی خاطر میں پچھتر لاکھ کر دیتا ہوں۔

عمر بھال ہندو اشی بجنتم سمرقند و بخارا را

جی پھر ۵۶ لاکھ میں سودا ہوا۔ کیا اس سے وہ انکار کریں گے کاش وہ یہاں موجود ہوتے کل اکڑ یہاں پہ بیان دے دیں۔ میں رجوع کروں گا۔ جناب میں بھی یہ مانتا ہوں کہ آپ نے ہارس ٹریڈنگ نہیں کی آپ نے mule trading کی ہے۔ خچر خریدے ہیں۔ اس لئے کہ وہ سستے داموں ملتے ہیں۔ بوجھ بھی زیادہ اٹھاتے ہیں اور پھر اپنی جیسی مزید نسل بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ضمیر نہیں خریدے، ضمیر آپ نے کہاں خریدے آپ نے تو بے ضمیر خریدے۔ جی ضمیر تو بکتے ہی نہیں اور نہ وہ بازار میں ملتے ہیں۔ بے ضمیر available ہیں، لے لو، تو جناب عالی اطوائف! طوائف ایک غلیظ چیز ہے جو بکنے کے لئے بازار میں بیٹھتی ہے لیکن اس کا خریدار جتنا بھی معزز نظر آئے، ہے اندر سے وہ بھی غلیظ، اور جس وقت یہ سیاسی طوائفیں بازار میں بن سنور کر بیٹھتی تھیں۔ تو دونوں طرف سے بولی لگی جتنی جولی گیا، جس کی قسمت میں تھیں اور یہ ایک رات کی سہاگ پر آج تک اتراتی پھرتی ہیں۔ جناب کرپشن کیا ہوتی ہے؟ کہتے ہیں کہ جی، ہم نے کرپشن نہیں کی، کرپشن کیا ہوتی ہے؟ آپ کی پارٹی کا کوئی وزیر الا ماشاء اللہ تین وزیروں کو چھوڑتا ہوں ان کو خود پتہ ہے اور باقی پچاس کو بھی پتہ ہے کہ وہ تین کون ہیں ایک تو یہ ہمارا ہی ہے اور ایک سکندر اقبال، اگر اعتراض نہ ہو تو میں میسرے کو شک میں چھڑتا ہوں رکوٹی وزیر اور کوئی اس پارٹی کا ممبر ایسا ہے جس کی جیب میں بینک کا قرضہ نہیں سیمنٹ کے پلانٹ کی منظوری، مشروبات کالائسنس نہیں سپنگ مل کا پرمٹ نہیں، شوگر مل یا پلانٹ نہیں، اور جناب ایک ممبر ہیں جو بھاگ رہے تھے ادھر ادھر، ان کو پورے سک میں کھاد کی ترسیل کا ٹھیکہ دیا اور کھاد کی ترسیل کے ٹھیکے کا جو کاغذ ہے ایک گڈز کمپنی نے اس کو صرف ۲ کروڑ روپے offer کئے کہ وہ کاغذ انہیں دے دیں اور نقد ۲ کروڑ روپے لے لیں اور ایک دوسرا بڑا معصوم سا جو ادھر سے ادھر

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

گیا جس کے بارے میں صدر صاحب نے کہا کہ نئے مینڈیٹ کے لئے جائیں بڑا جاگیردار بڑا معصوم، اس کو پورے ملک میں تیل کی ترسیل کا ٹھیکہ دیا یہ دیکھو کی بات تھی وہ دس کروڑ کی بات ہوگی۔ ابھی یہ کرپشن نہیں ہے۔ اگر کرپشن نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

Mr. Deputy Chairman: No cross talks, please. Let him finish.

جناب محمد طارق چوہدری: لہذا میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ سپریم کورٹ کے جج کی نگرانی میں ایک کمیشن قائم کیا جائے جو کرپشن اور بدعنوانیوں کی تحقیقات کرے ثبوت ہم فراہم کریں گے عوامی اقتدار میں دوہی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ مرکز میں اور پارٹی کی حکومت تھی اور صوبوں میں کسی دوسری پارٹی کو اقتدار ملا اور بدقسمتی سے دونوں مرتبہ مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی جس کی اپنی ایک خاص ترکیب ہے، اور جس کی grooming چانکیا کے افکار اور پرنس کے احکامات پر ہوئی اس طرح یہ پارٹی پر وہاں چڑھی۔ ایک مرتبہ پھر پی پی پی کے وہی ارادے وہی عزائم اور وہی کروتوت ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کہ فسطائیت کی اس جنگ میں بھٹو خاندان کے بابر کی بجائے محمد شاہ رنگیلا افواج کی کمانڈ کر رہا ہے اور اس محمد شاہ رنگیلے نے ایک شیر بھی پالا ہے وہ شیر پنجاب کو بھیج دیا گیا۔

جناب چیئرمین! ملتان کا ایک واقعہ ہے یہ ملتان ہی کا شیر ہے وہاں کے ایک زمیندار نے بڑا مضبوط اور طاقتور مینڈھا پالا ہوا تھا اور وہ مینڈوں کی لڑائی کرواتا ہے وہ جہاں بیٹھتا ہر جگہ اپنے مینڈھے کی تعریف کرتا، اس کا ایک دوست تنگ آگیا تو اس نے کہا کہ یا تم ہر وقت مینڈھا مینڈھا لگائے رکھتے ہو لہذا میرے مینڈھے سے لڑائی کروالو۔ چنانچہ بات طے ہو گئی اور وہ ہزار اس کی شرط بندھ گئی اب اس نے شرط تو باندھ دی لیکن اس دوست کے پاس مینڈھا نہیں تھا لڑائی کہاں سے کرواتا۔ تو وہ بازار چلا گیا۔ اس نے وہاں سے تین ہزار کا ایک مینڈھا خریدا اور وہ اسے گھر لے آیا۔ لیکن حسن اتفاق سے جب اس نے لڑائی والا مینڈھا دیکھا تو وہ بہت مضبوط، توانا اور بڑے بڑے سینک اور خفناک آنکھیں، مضبوط ٹانگیں اور بھرا ہوا جسم تو گھبرا گیا۔

کہ میرا مینڈھا تو اس سے مار کھا جائے گا۔ تو اس نے ایک چوہڑے سے بات کی اور تمام قصہ سنایا اور کہا کہ کسی طرح میری عزت رکھو۔ اس نے کہا کہ عزت تمہاری ہم رکھ لیں گے ایک ہزار روپیہ لگے گا چنانچہ اس نے ہزار روپیہ اس کو دے دیا۔ جب لڑائی کا دن آیا تو لڑائی والا مینڈھا بھی آگیا تازہ خریدے ہوئے مینڈھے کو عیسائی نے پکڑا ہوا تھا اور اس کے سر کے اوپر ایک کاغذ باندھا ہوا تھا جب وہ تھوڑا دور پہنچا تو اس نے اس کاغذ کو ہٹا دیا اور کاغذ کو ہٹا کر جب مینڈھے کو میدان میں لایا تو دیکھا کہ لڑائی والا مینڈھا جو ہے وہ بھاگ رہا ہے وہ آگے آگے بھاگ رہا ہے یہ اس کے پیچھے ہے اور وہ آگے بھاگ رہا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ وہ شرط تو ہار گیا۔ اب اس آدمی نے پوچھا کہ سچ بتاؤ کہ تم نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا کچھ نہیں جی میں نے کہیں سے بھیڑیے کی چربی حاصل کی ہے وہ اس کے ماتھے پر لگا دی اب یہ جب میدان میں آتا ہے تو اس کو بھیڑیے کی بو آتی ہے تو آگے آگے بھاگتا جاتا ہے یہ شیر جو ہے اس کے ماتھے پر اصل ٹائیکر بام لگا ہوا ہے ٹائیکر بام، یہ شیر دیر اسی طرح کا ہے جس طرح کا وہ مینڈھا تھا تو یہ ان کا ذکر تھا۔

ملک بھر میں، سندھ، ہویا پنجاب، امن و امان سکون، تحفظ کیس موجود نہیں ہے میں جناب دیکھ رہا ہوں کہ آپ گھڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں، سچ بتائیے، اگر تو میں relevant ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ حکم دیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ جاری رکھیے۔

جناب محمد طارق چوہدری: پنجاب میں ڈاکہ پڑے، قتل ہو، فساد پھوٹ پڑے تو اس ملک کے وزیر داخلہ ایک دم اچھل پڑتے ہیں، خوشی سے ان کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں۔ چہرہ دھنکتا ہے، اس طرح جیسے انہوں نے کسی بہت مشکل کھڑی کی وکٹ اڑا دی ہے۔ ابھی کیا پنجاب پاکستان کا حصہ نہیں ہے؟ کیا وہاں امن نہیں چاہیے؟ کیا وہاں سکون کی ضرورت نہیں ہے؟ ملک کا وزیر داخلہ اس بات کا انتظار کرتا ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی حالت خراب ہو جائے یہ ملک کے وزیر داخلہ کی حالت ہے۔ پاکستان بھر میں مجرموں کی گرفتاری اور سنرا کا کوئی نظام

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

موجود نہیں ہے۔ انتظامیہ بے بس تماشائی بنی ہوئی ہے، سوسائٹی کے اکثر بااثر طبقے مجرموں کے پشت پناہ اور ہی خواہ ہیں۔ جو باقی بچے ہیں وہ بچارے ان کے ڈر سے خوفزدہ اور دیکے بیٹھے ہیں۔ تعلیمی اداروں میں ڈاکو، لیٹرے، قاتل، سنگمر، پروان چڑھ رہے ہیں ایسی صورت میں طالب علم کہاں جائیں، وہ کہاں رہیں کہاں تعلیم حاصل کریں۔ عدالتیں صوبوں کی ضروریات اور جرائم کے گراف کے ساتھ ساتھ نہیں چلتی ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے یہ جج صاحبان امن کے جزیروں میں رہتے ہوں۔ وہ انصاف دینے سے انکاری ہیں اور طوالت کے ذمہ دار ہیں میں اپنے ان سیاستدان بھائیوں سے مخاطب ہوں کہ ظلم نا انصافی قتل و غارت گری، کمرپشن، لوٹ مار اور ملک کو پہنچنے والے نقصان کا کون ذمہ دار ہے کس کے سر پر ہے یہ خون، سیاستدان ادھر ہوں یا ادھر۔ جو بہتر ہیں معزز ہیں، اشرف ہیں میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ایک ہو جائیں۔ اور ان کرپٹ اور ظالم لوگوں کے خلاف بیٹھ کر سوچیں۔ جناب ایم پی اے شراب کے نشے میں دھت ننگا کمرے سے یا ہر آجاتا ہے رات کو گورنیاں چلتی ہیں ہمارے گورنمنٹ ہوسٹل میں، حلف سے ایک دن پہلے ایک ایم این اے، جب میں بھی وہاں reception پر اپنے کمرے کی چابی ان سے لے رہا تھا۔ reception میں چابی لینے سے پہلے بھنسنے کی طرح دھڑام سے گر گئے۔ ابھی حلف بھی نہیں اٹھایا تھا۔ اور آج وہ مرکز کے وزیر ہیں۔ بھاگے ہوئے۔ ہمارے گورنمنٹ ہوسٹل میں شراب اور عورتوں کا چلن عام ہے۔ اس طرح کی حرکتیں ایک فوجی افسر یا دوسرا اہلکار کمرے تو اس کے خلاف disciplinary action ہوتا ہے لیکن ان کے خلاف کیا ہوتا ہے؟ کاروں کے اوپر نمبر پلیٹ لگانے کی بجائے ایم پی اے۔ ایم این اے یا سینٹر کی پلیٹ لگی ہوئی ہے یعنی پارلیمنٹ کی ممبری نہ ہوئی، ملکی آئین سے بالاتر ہونے کا سرٹیفکیٹ ٹھہرا، جناب یہ ساری حرکتیں پوری سوسائٹی میں پورے سیاستدانوں کو اور پوری جمہوریت کو بدنام کر رہی ہیں۔ ان کا ازالہ کون کرے گا؟ اب چیف سکریٹری انتظامیہ کا افسر اور ان کا باس نہیں ہوتا۔ بلکہ انتظامی فیصلے سیاسی Black mailer کرتے ہیں۔ جن کی کوئی اخلاقیات نہیں۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

نہ ہی میرٹ کا کوئی تصور ان کے ذہنوں میں موجود ہے انصاف نہیں، وہ اپنے گروپ کا مفاد چاہتے ہیں، سرکاری افسران کی غیر جانبداری عزت نفس اور ایک واضح مسلسل مستقبل کا تصور ان کی نظروں سے اوجھل ہوتا جا رہا ہے۔ وہ پریشان ہیں وہ frustrated ہیں اور اپنے مستقبل کے بارے میں نگر مند ہیں۔

دونوں پارٹیاں اور دونوں حکومتیں پولیس مجبوروں اور سیاسی بلیک میلروں کے ہاتھوں بہت نجلی سطح پر اتر آئی ہیں، جناب صورت حال یہ ہے کہ آپ نے پچھلے دنوں مرغی خانے کا ذکر سنا ہوگا۔ وہ ایک بھاگے ہوئے آدمی کا قصہ، میں فیصل آباد میں تھا وہ فیصل آباد کے ایم این اے ہیں اور بھاگ کر انہوں نے سڑک کو کراس کیا یعنی فلور کو کراس کیا اس طرف جا بیٹھے، ابھی میں خود فیصل آباد میں تھا، میں نے پتہ کیا تو آپ یقین جانے اس پورے علاقے میں کوئی مرغی خانہ ہی نہیں ہے اور قصہ صرف اتنا ہے کہ باجوہ صاحب نے حکم فرمایا کہ مرغی خانہ تباہ کر دیا گیا ہے، انہوں نے آٹھ دس لاکھ روپیہ قرضہ لیا ہوا ہے، ریولوشنری فارم کے نام سے، اور اب وہ معاف ہوگا اس بیچارے کو کہ اس پر بڑا ظلم ہوا ہے، اس کا مرغی خانہ تباہ کر دیا گیا ہے، ایسا مرغی خانہ جو سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یعنی یہ Blackmailing ہے نا، اور دوسرے کی سینیے جو صادق آباد میں رہتا ہے اس کا قصہ صرف اتنا ہے جی کہ دکان گرا دی گئی، نہیں جی ہمارا مکان گرا دیا گیا تھا، ہماری کوٹھی تباہ کر دی گئی۔ قصہ اتنا ہے جی کہ صادق آباد میں غلہ منڈی کے اندر ان کی ایک دکان ہے اس دکان کے جو pillars ہیں وہ سڑک پر بنے ہوئے تھے اور اس سے پہلے وہی بلدیہ ان pillars کو دو دفعہ گرا چکی ہے، اور جب یہ برسرِ اقتدار آتے ہیں ان کی طاقت ہوتی ہے تو پھر وہ pillars کھڑے کر دیتے ہیں، اور وہی pillars جو انہوں نے پہلے دو دفعہ گرائے تھے، تیسری مرتبہ انہوں نے وہ pillars پھر گرا دیئے، کیونکہ وہ سڑک کے اندر بنے ہوئے تھے، تو یہ ہے جناب وہ مکان کی داستان اور اس داستان کے بدلے میں ان کو تیل کی ترسیل کا ٹھیکہ ملا۔

[Mr. Muhammad Tariq Chaudhry]

تو اس طرح جناب یہ Blackmailing ہو رہی ہے اور دونوں حکومتیں بے ضمیر کم ظرف لوگوں کے ہاتھوں میں کھڑا بنی ہوئی ہیں۔

عوام کے ساتھ ظلم، ان کے مسائل میں اعٹاف، جمہوریت پر عدم اعتماد، پاکستان کی کمزوری اور آئین کے لئے خطرہ۔ اب میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ یہ دونوں گروپ آپس میں صلح کر لیں۔ ایک ہو جائیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا ہے ایسا ہونا ہی نہیں چاہیئے کیونکہ یہ دونوں بالکل متضاد ہیں۔ مختلف نظریات رکھتے ہیں۔ ان کا مختلف نقطہ نظر ہے اور مختلف ان کی ترجیحات ہیں۔ ان کو ایک تو ہرگز نہیں ہونا چاہیئے، لیکن انہیں ایک دفعہ پھر عوام میں جانا چاہیئے، ان کو پھر ایک دفعہ نئے سرے سے الیکشن کروانے چاہئیں اس لئے کہ mandate

clear نہیں ہے۔ حکومت موجود نہیں ہے۔ سیاسی بیک میلوں کے ہاتھوں بے بس ہے ایسی صورت میں محترمہ وزیراعظم سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے mandate کو reconfirm کرواتے کے لئے زیادہ majority حاصل

کرنے کے لئے کسی ایک گروپ کی واضح اکثریت بنانے کے لئے دوبارہ عوام میں جائیں۔ پھر سے الیکشن کروائیں اور محترم چیئرمین! اگر اپنے خاندانی تہذیب

پر عمل کرتے ہوئے جس طرح ے، ے، میں تحریک چلی خون بہا، لیکن محترم وزیراعظم اس دور کے الیکشن کروانے پر آمادہ نہیں ہوئے پھانسی پر لٹک گئے الیکشن نہیں کروایا۔ مجھے شک ہے کہ یہ بھی الیکشن کبھی خود سے نہیں کروائیں گی۔ ایسی صورت میں یہ جو چارج شیڈ صدر مملکت

نے پڑھی ہے اور صدر مملکت کو یہ اختیار جو آرڈر ۵۸ (۲) کے تحت حاصل ہے یہ ان کی کوئی طاقت یا کوئی اختیار نہیں، یہ ان کا فرض اور ذمہ داری بھی ہے کہ جس وقت حکومت قانون کے مطابق نہ چل رہی ہو۔ mandate clear نہ ہو اس

کے خلاف اتنی بڑی charge sheet ہو تو صدر مملکت کی ذمہ داری ہے، آئینی ذمہ داری کہ وہ ان کو الیکشن میں بھیجیں اور صدر مملکت اپنی اس ذمہ داری کو پورا اگر نہیں کرتے تو وہ آئین کی منشا کے خلاف کام کرتے ہیں۔ لہذا صدر

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

مملکت کی ذمہ داری ہے کہ اس ملک میں مستحکم جمہوری آئینی حکومت اور مؤثر حکومت قائم کرنے کے لئے اس قوم کو پھر سے ایکشن میں بھیجیں اور اس وقت تک مسلسل ایکشن کروائے جائیں جب تک کہ کوئی ایک گروپ واضح اکثریت حاصل کر کے برسرِ اقتدار نہیں آجاتا۔ شکریہ!

جناب ڈپٹی چیئرمین : شکریہ، سید عباس شاہ صاحب۔
سید عباس شاہ : شکریہ! جناب چیئرمین صاحب، پتہ نہیں کس وجہ سے اتنے مشکل وقت میں آپ نے مجھے موقع دیا اور کون سا بدلہ آپ مجھ سے لے رہے تھے کہ طارق چوہدری صاحب کی اتنی مدلل تقریر کے بعد آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں تقریر کروں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : تو آپ ان کو support کر رہے ہیں۔
سید عباس شاہ : نہیں میرے اپنے خیالات ہیں چوہدری صاحب کے اپنے خیالات ہیں اس وقت چوہدری صاحب نے ایک لمبی چوڑی Charge Sheet اس حکومت کے خلاف جو کہ صدر مملکت کی تقریر پر قریباً based تھی، پیش کیا اور مجھ سے پہلے اس ایوان کے معزز اراکین اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔
جناب ڈپٹی چیئرمین : معزز اراکین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں یا پھر Lobbys میں تشریف لے جائیں۔

سید عباس شاہ : تو جناب والا! میں کہہ رہا تھا کہ مجھ سے پہلے چوہدری صاحب، پروفیسر صاحب، بہرہ ور سعید صاحب اور Leader of the Opposition نے صدر مملکت کی تقریر کی صحیح طور پر.....

(Interruption)

سید عباس شاہ : یقیناً جناب صدر مملکت نے ۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء میں جو بھی خطاب اسمبلی کو کیا اس میں ملک کے ہر شعبے اور اجتماعی مسائل پر قوم کی پارلیمنٹ کی اور حکومت وقت کی توجہ مبذول کرانے کی کوشش کی اگر صدر صاحب کی ۱۹۸۸ء کی تقریر اور ان کا مجبورہ خطاب پڑھا جائے تو اس وقت صدر مملکت نے ملک کے جو اجتماعی مسائل تھے جن کو بزبان پیپلز پارٹی، رولی، کپڑا، مکان

[Syed Abbas Shah]

ناخواندگی، منہگانی، بیروزگاری، طبی سہولتوں کی کمی، مسلسل عدم تحفظ کا احساس، علاقائی یا نسلی تعصب، آبادی کا بلائید پھیلاؤ وغیرہ کہا جاتا ہے تمام اندرونی اور بیرونی مسائل کے طبع اس پارلیمنٹ کو، حکومت وقت اور عوام کو متوجہ کیا۔ ہمیں اس کے تقریر کے صفحہ ۹ پر سے quote کرتا ہوں۔ یہ پارلیمنٹ ملک کا مقدس ترین ادارہ ہے جو عوام کے اقتدار اعلیٰ کا امین اور ان کے اعتماد کا نشان ہے۔ کوئی فرد کوئی ادارہ اس ایوان سے بڑھ کر معزز اور محترم نہیں۔ ہاں اگر کوئی اس سے بالاتر ہے تو پاکستان کے وہ کروڑوں عوام ہیں جو اس ملک کے اصل حاکم ہیں اور پھر انہوں نے اس سے پہلے صفحہ ۶ پر فرمایا کہ جمہوریت "عوام کی خواہشات کے احترام کا نام ہے جمہوریت افہام و تفہیم سے عبارت ہے، سیاست میں جیواور جینے دو"

اس ایک سال میں جسے ہم Party basis پر حکومتیں form ہوئیں جمہوریت کے نام پر election ہوا اور ملک میں جمہوری نظام قائم ہوا کیا ہم اس قوم جس نے mandate دیا اپوزیشن کو اور حکومتی جماعت کو اور جیسا کہ صدر صاحب نے کہا کہ اگر کوئی اس سے بالاتر ہے تو وہ پاکستان کے کروڑوں عوام ہیں۔ ان کے حل کے لئے ایک قدم بھی رکھ سکے یہ ذمہ داری یقیناً کرنا تو درکنار۔ لیکن میں اس کے ساتھ یہ بھی کہنے کی جرأت کروں گا کہ حکومت وقت پر ہے لیکن میں اس کے ساتھ یہ بھی کہنے کی جرأت کروں گا کہ اپوزیشن کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اس عوامی mandate کو پورا کرنے کیلئے اپنا کردار ادا کرے جہاں تک ہمارے اس ایوان کی ذمہ داری تھی یقیناً اپنی استطاعت کے مطابق پچھلے ایک سال سے اور اس سے تین سال قبل سے جب کہ ۱۹۸۵ء میں بغیر پارٹی کے الیکشن ہوئے۔ یہ ایوان اپنا کردار ادا کرتا رہا ہے یقیناً اس عرصے میں بھاری کچھ غامیاں بھی ہوں گی اور وہ غامیاں اس ایک سال میں زیادہ محسوس ہوئیں جس میں کہا جاتا ہے جمہوریت صحیح طور پر بحال ہوئی ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ ایوان، میں آپ کے سامنے اس ایوان کا ذکر کروں گا، کیونکہ دوسرا ایوان اپنی

بات خود ہی کر سکتا ہے ، اپنی ذمہ داری اس لئے پوری نہ کر سکا کہ اس ایوان کو چلانے کے لئے حکومت وقت کی طرف سے کوئی تعاون نہیں ہوا۔

جناب والا ! یہاں پر کارروائی کے دوران حکومت کی طرف سے جو interest show کیا گیا ہے وہ بھی آپ نے دیکھا ہوگا یہ ہماری بد قسمتی ہے یا یہ خوش قسمتی ہے کہ جس بھی محکمہ کی بات ہو جس کے متعلق عوام کو ہم Inform کرنا چاہیں ، اس کے لئے صرف شیر انگن صاحب میں جو اس ایوان کو ملے ہیں کیا شیر انگن صاحب اس پارٹی کے جمہور ہیں جس کی اس وقت حکومت ہے ، میں شیر انگن صاحب پر اعتراض نہیں کرتا ہوں میں ان کی قدر کرتا ہوں کیونکہ وہ اپنی حد تک بڑی محنت سے کوشش کر رہے ہیں اور تاریخ میں ان کا یقیناً بڑا نام ہوگا کیوں کہ ساری پیپلز پارٹی کو صرف ڈاکٹر شیر انگن ہی جو کہ اس پارٹی سے متعلق نہیں رکھتا ہے Represent کر رہا ہے۔ میرے دل میں ان کے لئے احترام ہے۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : اور وہ ہمارے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

سید عباس شاہ : یہ دوسری بات ہے کہ ان کی آراء اپنی ہیں اور ان کی اپنی سوچ ہوگی لیکن اس ایک سال میں جو وقت ہم نے ضائع کیا کیوں کہ قوم کا وقت بہت قیمتی ہے اور جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ اس ملک کو کبھی جمہوریت ملی ہی نہیں اور میں بھی کہتا ہوں کہ جمہوریت کبھی ملی نہیں۔ ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۷ء کو بھی میں جمہوری حکومت نہیں کہہ سکتا کیونکہ انہوں نے People's mandate کبھی نہیں لیا تھا وہ بھی آمریت کا دور تھا اس کے بعد بھی آمریت تھی ۱۹۸۵ء میں الیکشن ہوا ایک سال بعد مائل لا، اٹھا اور آج اس ایک سال میں جب ہم دعوٰی کرتے ہیں اور ہر آدمی یہی کہتا ہے کہ ملک میں جمہوریت قائم ہے اس وقت میں صدر مملکت کی پچھلے سال کی تقریر کی طرف اشارہ کروں گا جس میں انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ ہم سے کئی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں اور سب سے بنیادی غلطی صرف ایک تھی اور وہ تھی آئین سے انحراف اور آگے کہتے ہیں کہ آئین قوم کے اجتماعی شعور کی دستاویزی شکل ہے اور انہوں نے کہا کہ غلطی یہ ہوتی رہی کہ ہم نے اپنے آئین کے تقدس کا پاس نہیں کیا۔ جناب والا ! آج بھی وہی حالت ہے کہ ہم اپنے آئین کے تقدس کا پاس

[Syed Abbas Shah]

نہیں کر رہے ہیں ہم ان اداروں کو جن کو Institutions جو کہ بڑھتے ہیں اور بنتے ہیں اور قوموں کے کردار کو سنوارتے ہیں ان کو تباہ کر رہے ہیں اور ۱۹۷۰ء کے انتخابات جو جنرل یحییٰ کے زمانے میں ہوئے وہ بہت غیر جانبدار ہوئے لیکن مارشل لا دی گئیوں آیار مارشل لا اس لئے آیا کہ ہم نے اپنے ان اداروں کو ان Institutions کو جو کہ بنیاد ہوتے ہیں کسی قوم کے کردار کی ان کو تباہ کرنا شروع کر دیا آج بھر ہم اسی لائن پر جا رہے ہیں ان اداروں کو ان Institutions کو جو کہ قوم نے آمریت میں اور مختلف مشکل ادوار میں قائم کئے ہیں دوبارہ تباہ کیا جا رہا ہے جیسے کہ ابھی banking Institutions کا اور اسی طرح فوج Institutions کا ذکر ہوا ہے ہمارے ہاں ایک tradition سی قائم ہو رہی ہے کہ ان اداروں میں غیر تعلیم یافتہ، غیر معیار کے لوگ مقرر کیے جا رہے ہیں اور ان اداروں کو تباہ کیا جا رہا ہے میں یقین سے کہتا ہوں کہ جو ہماری Intelligence یا bureaucracy ہے وہ کبھی اس جمہوریت کو آگے نہیں بڑھنے دے گی کیونکہ ہم اپنے آئین کی قدر کو چھوڑ گئے ہیں۔

ہمیں اپنے اداروں کو یہ warning دینی چاہیئے اور ہمیں آگے بڑھنا چاہیئے اور ان ہاتھوں کو روکنا چاہیئے۔ حکومت کو بھی ہم کہیں گے اور اپوزیشن کو بھی ہم کہیں گے خدا کا تاریخ کو دوبارہ دہرانے کی کوشش مت کرو کیونکہ ہماری جمہوری تاریخ جو ہے وہ بہت تاریک ہے۔ خدا اس کو آگے بڑھاؤ تاکہ اس ملک کو مستحکم شکل میں ہم آئندہ نسلوں کے حوالے کر سکیں۔ ورنہ تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی اس کو تباہ نہ کرو کیونکہ جو کچھ..... (مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا ہے نا آپ کو بھی آج احساس ہوا نا۔ جب بہرہ ور سعید صاحب کی باری ہوتی ہے تو پورے ہاؤس کو خاموش رہنا پڑتا ہے لیکن جب پورا ہاؤس بول رہا ہوتا ہے۔ بہرہ ور سعید صاحب خاموشی نہیں رہتے۔ پیر صاحب کو آج احساس ہوا۔ بڑی اچھی بات ہے شکریہ جی۔
سید عباس شاہ: جناب میں ذکر کر رہا تھا جمہوریت کا اور اس

ملک میں جمہوریت کے قیام کا۔ میں اپنے ان دوستوں سے جنہوں نے زبردست قسم کی چارج شیٹ فریم کی ہے۔ ان کے ساتھ اتفاق اس بات پر نہیں کروں گا کہ ہم ایک قوم ہیں یہ کمزوریاں ایک بھائی میں یا دوسرے بھائی یعنی سب میں ہیں ہمیں ابھی اپنے آپ کو بدلنا ہے اور اس ایران میں ہمیں آواز اٹھانی ہے کہ آگے بڑھو اس کو بدللو اس ملک میں میں یقین سے کہتا ہوں کہ کوئی غدار نہیں ہے اور جو کسی پر غداری کا یہیل لگاتا ہے وہ غلط ہے اور وہ اس ملک کو تباہ کر رہا ہے اس ملک میں ہمارے جو پرورش ہوئے ہیں وہ آمریت کے پیچھے ہوئے ہیں اور آمریت کی سوچ پر ہم سوچتے ہیں جب بھی ملک میں جمہوریت مہر ہے تو ملک میں آوازیں اٹھتی ہیں ملک میں شور مچتا ہے۔ احتساب ہوتا ہے جو غلطیاں ہوتی ہیں ان کو پکڑا جاتا ہے اس کے متعلق بحث ہوتی ہے تو ہمیں وہ کلاس جو ملک میں پرورد کر لے گی حکومت لانا چاہتی ہے وہ کہتی ہے کہ ملک تباہ ہو رہا ملک ختم ہو رہا ہے۔ یہ اتنا شور کیوں ہے یہ اتنی آوازیں کیوں اٹھ رہی ہیں جمہوریت میں آوازیں اٹھتی ہیں اور یہی خوبی ہے کہ آج ہر صوبہ اپنا حق مانگ رہا ہے اور منوا سکتا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ سے منوا رہا ہے۔ آمریت کے دور میں یہ نہیں ہوا ہے اس وقت جس طرح پنجاب اٹھ رہا ہے یہ اس کا حق ہے اپنے جمہوری حق کے اندر وہ اپنی آواز منوا رہا ہے اور میں اس ایوان میں ان لوگوں کی قدر کرتا ہوں اور ان کو دہ دیتا ہوں ان میں یہ جرأت ہے کہ وہ اپوزیشن میں بیٹھ کر اپنی آواز کو اٹھا رہے ہیں اور یقیناً جیسے طارق چوہدری صاحب نے کہا کہ جو بک رہے ہیں ان سے کے ضمیر نہیں ہوتے اور وہ ایک کلاسی سے تعلق رکھتے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ ان کی نسلیں نہیں ہوں گی۔ اگر یہ جمہوریت قائم رہی اور اس کا تجربہ ہم چلاتے رہے تو انشاء اللہ اس کی آئندہ نسل خمر کی طرح ختم ہو جائے گی انگریز اس کا دوبارہ کوئی دغلی نسل پیدا کرے تو ہو سکتا ہے درندہ آئندہ پیدا نہیں ہو سکے گی۔

جناب چیئر مین صاحب! میں جمہوریت کا ذکر کر رہا تھا اور جمہوریت کا صحیح تسلسل تب قائم رہتا ہے جب اس میں بار بار ایکشن کیا جائے اور قوم سے

[Syed Abbas Shah]

مینڈیٹ لیا جائے تاکہ آج جو طریقہ پیسوں سے ووٹ خریدنے کا ہے وہ بھی ختم ہو جائے اور وہ استطاعت نہ رہے کہ لوگ ووٹ خریدیں اور قوم کے پاس جب کوئی چور جائے گا تو قوم کہے گی کہ یہ چور ہے اور اس کو آئندہ اسمبلی میں نہیں جانے دیں گے۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ آمریت کو کس طور پر نہ آنے دیا جائے۔ جیب بھی کوئی مشکلات درپیش ہوں تو حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ یکدم الیکشن میں جائے اور آج یہ صحیح موقع ہے کہ پرائم منسٹر صاحبہ اعلان کرے کہ میں قوم کے پاس دوبارہ مینڈیٹ کے لئے جا رہی ہوں کیونکہ یہ جو چارج شیٹ تیار ہوئی ہے اس چارج شیٹ میں کوئی کمی نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری حکومت ہوتی تو ہم بھی یہی کرتے۔ ہو سکتا ہے کیونکہ ہم ایک تاریک دور سے باہر نکلے ہیں۔ آج ان کی حکومت ہے ان کو مینڈیٹ لینا چاہیے اور اگر ہم پر یہ چارج شیٹ لگتی تو ہمیں بھی مینڈیٹ لینا چاہیے تھا۔

جناب والا! ان مشکلات میں اور اس پوزیشن میں قانون سازی کا عمل ایک سال

سے مریخا بند ہوا ہے، اسمبلیاں صرف پوائنٹ آف آرڈر اور جیسے کہ صدر صاحب نے کہا کہ تحریک استحقاق اور تحریک التوا سے آگے نہ بڑھ سکیں اور حکومت پارٹی کی نااہلی نے قانون سازی کو مجھد کر دیا۔ خدا را آگے بڑھئے اس ملک کو قانون سازی کی ضرورت ہے یہ ادارہ قانون ساز ادارہ ہے۔ اگر آپ کا خیال ہے کہ آئین میں کوئی فرق ہے آٹھویں ترمیم نے کچھ اثرات ڈالے ہیں تو آپ کیوں قانون نہیں لاتے ہیں ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس پر بات ہو سکتی ہے اگر ہم کوئی ایسا فیصلہ کریں کہ آپ کا قانون صحیح ہو اور ہم اس کی مخالفت کریں تو قوم بھی فیصلہ کر سکتی ہے۔ قوم سامنے بیٹھی ہوئی ہے وہ سن رہی ہے آپ ہمیں بتائیں کہ ایک سال میں قانون سازی کے لئے کیا چیز لائے ہیں کون سی چیز آگے بڑھائی ہے اور آٹھویں ترمیم میں توازن پیدا کرنے کے لئے آپ کب کوئی ترمیم لائے ہیں اور کس وقت آپ نے پیش کی ہے۔ کسی کی ذات کی بات نہیں کرنی چاہیے میں نے خود اختیار گیلانی صاحب وزیر انصاف و قانون سے کہا اگر آپ کو آٹھویں ترمیم پر اعتراض ہے تو ہم نے بھی

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

اس وقت اس کے خلاف تقریریں کی تھیں۔ پرنسز غریشد صاحب موجود نہیں ہیں انہوں نے اس وقت اس کے خلاف بہت باتیں کیں جس وقت ہم آٹھویں ترمیم پاس کر رہے تھے۔ ڈاکٹر شیرانگل صاحب موجود ہیں آپ اس میں جو تصحیح چاہتے ہیں وہ دوبارہ لے آئیں ہم تو جمہوریت کو چلانا چاہتے ہیں آج اگر آپ کی حکومت ہے کل وزیراعظم ہماری پارٹی کا ہوگا کیونکہ ہم بھی ملک کی سب سے بڑی پارٹی مسلم لیگ سے تعلق رکھتے ہیں اور حکومت ہمارے ہاتھ میں آئے گی آج اگر آپ کے اختیارات کم کر رہے ہیں تو کل ہمیں بھی ان اختیارات کی ضرورت ہوگی حکومت کو صحیح چلانے کے لئے۔ لیکن ان مشکلات کے ساتھ قانون سازی کا کام اسمبلیوں سے اٹھا کر سپریم کورٹ کے حوالے کر دیا گیا ہے عدالتوں کے حوالے کر دیا گیا ہے اور یہ ملک کی بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ مقننہ نے اپنے حقوق عدالت کو دے دیئے۔

۲۹ مئی کے dissolution کے متعلق جو فیصلہ ہماری سپریم کورٹ نے دیا تھا میں آج اس پر بھی تھوڑی سی بحث کروں گا، اس لیوان میں ہم ان چیزوں کے بارے میں جو ہمیں غلط نظر آئیں اس مقننہ کو غلط نظر آئیں ذکر کریں گے عدالت اپنی حدود سے باہر جلی گئی تھی عدالت کو صرف یہی ریفرنس کیا گیا تھا کہ آیا صدر مملکت کا فیصلہ صحیح تھا یا غلط اور اس وقت مقننہ نے بھی زبردست کمزوری دکھائی۔ اس وقت سپیکر کو یقیناً سیشن بلانا چاہیے تھا اور سپریم کورٹ کو استحقاق ملنے کے الزام میں بلا کر پوچھتے کہ آپ اس سے آگے کیوں بڑھے، ہمارے کام کو کیوں روکا ہے کہ اسمبلی continue کرے مقننہ تو آپس میں لڑ رہی ہے ممبر حضرات ایک دوسرے پر کیچڑ اچھال رہے ہیں، ہم اپنے حقوق کو نہیں پہچان سکتے ہیں۔ ہمیں اس پاکستان میں ایک مضبوط مقننہ اور مضبوط اسمبلی قائم کرنی چاہیئے تاکہ وہ اس عام چیز سے ہٹ کر اس ملک اور اس قوم کے لئے ایک ایسا قانون اور ایک ایسا نظام دے سکے جس پر اس ملک اور اس قوم کو فخر ہو کیونکہ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے۔

جناب والا! میں آپ کا ٹائم لے رہا ہوں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس چیز پر باتوں۔ یہ وہ ملک ہے جس پر ہر اسلامی ملک کی نظریں ہیں

[Syed Abbas Shah]

آج جناب والا! مجھے اس اسمبلی میں کھنپاڑے گا کہ زیادہ تر مسلمان ملکوں میں آمریت ہے ایسا ہی آمریت ہے، مگر میں آمریت ہے، یہاں پر اگر جمہوریت قائم ہے تو اس کے لئے ہمیں اسلامی تشخص کے ساتھ ان اسلامی ملک کے لئے نظریے کے طور پر ایک نظریاتی اسمبلی قائم کر کے ملک کو اسلامی نظام اور جمہوری نظام دینا ہو گا یہ ہماری ذمہ داری ہے اگر ہم نے اس سے کوتاہی کی تو اس ملک کی پھر ضرورت نہیں کیونکہ ہم مختلف زبانیں بولنے والے ہیں آج جو سندھی، بلوچی، اور پشتون کی آواز اٹھ رہی ہے یہ کیوں؟ کیونکہ ہم اپنے نظریات سے ہٹ گئے ہیں۔

جناب والا! اس ایک سال میں جو خاص کوتاہی ہوئی ہے، وہ شریعت بل کو پاس نہ کرنے کی کوتاہی ہے، شریعت بل پاس کرنے میں کیا رکاوٹ ہے اگر ایک دو آدمی مخالفت کرتے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم اس سلسلے میں Consensus develop کریں بہر حال اسے پاس کرنا چاہئے اور میں یہ درخواست کروں گا کہ ہم نے ایک مہینے سے اس خیال سے شریعت بل کو معرض التوائی رکھا ہوا ہے کہ فلاں آدمی جو ہے وہ اس پارٹی کو چھوڑ کر چلا جائے گا۔ اگر میری ایک رائے اسلامی شریعت بل کے بارے میں اس کے خلاف ہے، تو majority کی رائے سے پھر اس کو پاس کرنا چاہئے اور ہمیں آگے بڑھنا چاہئے۔

جناب والا! ہم نے بہت وقت ضائع کیا ہے اور خاص کر اس ہاؤس کا وقت ضائع کیا ہے ہم نے پچھلے سال سے اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو نہیں پڑھا ہے، ان کے متعلق اس ہاؤس میں کوئی بحث نہیں ہوئی ہے، جناب والا! آپ براہ منائیں، یہاں پر آپ کی اور ہمارے جناب چیئرمین، دونوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم یہاں اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹوں کو زیر بحث لائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جہاں تک، چیئرمین اور سیکریٹریٹ کا تعلق ہے تو ان رپورٹوں پر بحث کی انٹیم روزانہ ایجنڈے پر ہوتی ہے، لیکن آپ کی طرف سے پیش کردہ تحریک التوا اور تحریک استحقاق پر بحث اتنی لمبی

ہو جاتی ہے کہ اس پر بحث کی نوبت ہی نہیں آتی اور یہ ہماری مجبوری ہوتی ہے اور ڈیڑھ بجے کے بعد آپ میں سے کوئی بیٹھنے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ چیئرمین اور سینٹ سیکریٹریٹ کی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ہے، شکریہ !

سید عباس شاہ: جناب والا! آپ کے جوا حکام ہیں، وہ مجھے ماننے پڑیں گے، میں آپ کی بات تسلیم کرتا ہوں، لیکن یہ ذمہ داری اس ہاؤس کی ہے اور آپ اس ہاؤس کا ایک حصہ ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صحیح ہے۔

سید عباس شاہ: جناب چیئرمین! آپ اس ہاؤس سے علیحدہ نہیں ہیں، آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔

جناب والا! یہ شریعت بل جو یہاں پیش ہوا ہے، اسے پاس کرنا چاہیے کیوں

کہ ہماری ایک اور ذمہ داری بھی ہے جو codification of laws ہے۔

codification of Islamic Laws ہے، اور جس کو میں سارے بلوں سے افضل

سمجھتا ہوں، پانچ سو Laws میں سے اگر ہم ایک ہی کو پانچ سال میں

Codify نہ کر سکیں تو پھر قوم کو کیسے کہہ سکیں گے کہ اس اسمبلی نے اپنا کردار

صحیح طور پر ادا کیا ہے۔ جناب والا! ہمیں آگے بڑھنا چاہیے، ہچکلے ہفتے

بھی میں جناب چیئرمین صاحب کو ان کے چیمبر میں کہہ چکا ہوں کہ ہمیں شریعت

بل کو پاس کرنا چاہیے اس کے علاوہ ہمیں codification پر بھی کام کرنا چاہیے

جناب والا! ہماری کچھ مشکلات درپیش ہیں جب تک ہم اپنی ذمہ داری محسوس

نہ کریں اس وقت تک ہمارے مختلف ادارے جن میں عدلیہ، انتظامیہ اور

جتنے بھی دیگر ادارے ہیں، وہ مؤثر طور پر کام انجام نہیں دے سکتے کیونکہ

ان کے لئے قانون یہاں سے بنتا ہے، چاہے وہ کتنے ہی فعال کیوں نہ ہوں،

کتنے ہی قابل کیوں نہ ہو، وہ صحیح معنوں میں فعال نہیں ہو سکتے جب تک

پارلیمنٹ ان کو آگے بڑھنے کے لئے قوانین مہیا نہ کرے۔

جناب والا! جیسے میں نے بھی اپنی تقریر میں اس چارج شیڈ کا ذکر

[Syed Abbas Shah]

کیا تھا، لیکن آج جو ہر سی صاحب نے اس چارج شیڈ کا صحیح طور پر ذکر کیا ہے ان کی اس چارج شیڈ سے کسی کو اختلاف ہو تو ہو لیکن ان کی چارج شیڈ کے بعد میرے لئے آگے بڑھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن میں یقیناً حکومت وقت کی توجہ ایک بات کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ عدم اعتماد کا ووٹ جب پیش ہوا تو اس کے بعد ان کو ایک احساس ہونا چاہیئے تھا کہ آئندہ انہیں بہتر انداز میں حکومت کرنی چاہیئے کیونکہ عدم اعتماد اس وقت ہوتا ہے جب اسمبلی یہ سمجھتی ہے کہ یہ حکومت اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر انجام نہیں دے رہی ہے۔ یقیناً جس تعداد میں عدم اعتماد کے ووٹ پڑے ہیں، اس سے ان کو احساس ہونا چاہیئے کہ ان کی کچھ غلطیاں ہیں اور کچھ غلطیاں انہوں نے مانی بھی ہیں۔ صدر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ آپس میں جو مخالفتیں ہیں، یا نظریاتی مخالفتیں ہیں، ان کو باہمی گفت و شنید کے ذریعہ سے ختم کرنا چاہیئے انہوں نے کہا ہے کہ Live and Let Live کے اصول کو جمہوریت کہتے ہیں۔ لیکن اس تحریک کے بعد ہم نے حکومت کے انداز میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا ہم نے کوئی فرق نہیں کیا ہے۔

جناب والا! اگر ایوان بالا میں ملک کا وزیر اعظم نہ آئے تو مجھے بتلایئے کہ کیا اسے اس ایوان بالا کی، جمہوریت کی یا آئین کی کوئی قدر ہے؟ میرے اپنے خیال میں نہیں ہے، آخر مجھے وجہ بتائی جائے کہ وزیر اعظم جس کو mandate دیا گیا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں اپوزیشن پارٹی سے تعلق رکھتا ہوں لیکن یہ میری بھی وزیر اعظم ہیں، وہ اس ایوان کی بھی وزیر اعظم ہیں، ان کو کیا ڈر ہے، کیا خوف ہے کہ وہ اس ایوان میں نہیں آتی ہیں جب وہ یہاں آئیں گی تو ان کے وزراء صاحبان بھی آئیں گے اس ایوان کی کارکردگی بڑھے گی۔ جناب والا!

اس ایوان نے آج تک کوئی ایسی بات نہیں کی ہے، مجھے اس ایوان پر فخر ہے کہ جب سے یہ معرض وجود میں آیا ہے اس نے کوئی بھی ایسی بات نہیں کی ہے جو کہ ملک یا قوم کی دشمنی کے مترادف ہو یا جس سے ملک اور قوم کی سلامتی

میں فرق پڑتا ہو، یا جس سے قوم کی عزت و وقار میں فرق آتا ہو۔ اس کی ایک dignity ہے، ہم وزیراعظم کی قدر کریں گے، ہم اپنی dignity کو قائم رکھیں گے، یہ بے نظیر کے لئے قدر نہیں ہے بلکہ وزیراعظم پاکستان کے لئے ہے۔ جناب والا! میں آج یہاں جناب جاوید جبار صاحب سے جو ہمارے لئے ایک قابل قدر شخصیت ہیں جو کہ اس موضوع پر جواب دینے کے اپنے نوٹس تیار کر رہے ہیں، میں ان سے کہوں گا کہ وزیراعظم کو یہ Advice دیا جائے کہ یہاں اس ہاؤس میں آئیے اور اس ہاؤس کو face کریں اور اگر face نہیں کرتیں تو میں یہی سمجھوں گا کہ وہ چند دنوں کے لئے یہاں آئے ہیں اور وزیراعظم کے نام سے عیاشی ہو رہی ہے جیسے ہمارے حسن اے شیخ صاحب نے کہا کہ یہ ایک خاندان ہے جو حکومت کرنا چاہتا ہے، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بادشاہت نہیں چاہیے۔ ہم انہی کو گرانہ جانتے ہیں اور گرا بھی سکتے ہیں اس ایوان کے ذریعہ سے خواہ اس کا ووٹ عدم اعتماد میں استعمال نہیں ہو سکتا ہے لیکن اس میں یہ طاقت ہے کہ اگر وزیراعظم اس ایوان کے ساتھ تعاون نہ کرے، اور یہ ایوان قوم کی رہنمائی کے لئے یہ اقدام صحیح سمجھے تو یہ ان کو گرا سکتا ہے، اور یہ آسانی سے گرجائیں گے۔ جناب والا! صدر مملکت نے اس ملک کے معاشی نظام کے متعلق ہماری توجہ دلائی ہے کہ صنعتی پیداوار میں صرف ایک فیصد اضافہ ہوا جب کہ گزشتہ سال یہ شرح دس اعشاریہ پچپن فیصد رہی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ صدر مملکت نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے ذرا مہربانی کی ہے لیکن جتنی بھی calculations ہوئی ہیں ان کے مطابق معاشی اعتبار سے ہم minus side پر جا رہے ہیں جس speed سے population کی growth ہو رہی ہے ہمارے ملک میں، جس رفتار سے آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے، اس رفتار سے اگر ہم نے ملک میں معاشی ترقی نہ کی، ملک میں صنعتیں لگانے کے لئے سکیمیں تیار نہ کیں تو حالات خراب ہو جائیں گے۔ اب آپ نے اس سلسلے میں نئے لوگوں کو Permit دینے شروع کر دیئے ہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ capitalistic system کا یہ ایک basic idea

Syed Abbas Shah:

ہے کہ آپ ان trained لوگوں کو پرمٹ دیں، اور ان کے ساتھ صرف پانچ یا دس فیصد نئے لوگوں کو ملائیں۔ آپ کو چاہیئے کہ زیادہ تر ان لوگوں کو صنعتیں لگانے کی اجازت دیں جو trained ہیں تاکہ یہ ملک ترقی کر سکے۔

We are in the industrial infancy stage صنعت میں ہم ابھی بچے ہیں، بہت چھوٹے ہیں، ہم وہ تجربہ نہیں کر سکتے جو کہ commonist states کر رہی ہیں، ہم وہ تجربہ نہیں کر سکتے جو کہ capitalist states کر رہی ہیں۔ جناب والا! ہمیں اس طریقہ کار کو اپنانا چاہیئے جس سے پہلے ہم basic Industries کو قائم کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے لاکھوں Scientists Technicians Doctors، بے روزگار ہیں، ان کو روزگار کا موقع دیا جائے۔ خدا کی قسم اس بات پر رونا آتا ہے کہ جب ہم صبح اٹھتے ہیں تو بنڈلوں کے بنڈل درخواستوں کے ہمارے پاس آتے ہیں۔ جب تک ہم ملک میں Industries نہیں لگائیں گے، ترقی نہیں کر سکیں گے۔ ہم صرف لوگوں کو کسٹم اور پولیس کے محکموں میں بھرتی کر کے بے روزگاری ختم نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اگر ایک آدمی پانچ پانچ / چھ لاکھ روپے کسٹم انسپکٹر کی بھرتی کے لئے دے گا تو وہ پھر کیا خدمات انجام دے گا، وہ تو میرا خون ہی چوسے گا۔ ہمیں ان چیزوں سے بالاتر ہو کر سوچنا چاہیئے۔ اس وقت پانچ، دس یا پندرہ ہزار پوسٹیں fill کی گئی ہیں، اس کے عوض کچھ صاحب لاکھوں روپے ان سے لے گئے ہیں، آپ نے اب تک کیا کیا ہے، آپ نے بھی ان لوگوں کے جسم میں دہی، ہیردُن کے انجکشن لگائے ہیں، جس کو آپ روکنا چاہتے ہیں، اور امریکہ نے آپ کو کروڑوں روپے اس مقصد کے لئے دیئے ہیں۔ آپ نے سوسائٹی میں وہ جراثیم ڈال دیئے ہیں دس ہزار یا جتنے بھی بھرتی ہوئے ہیں۔ ان آدمیوں نے پیسے دے کر ملازمتیں حاصل کی ہیں۔ میں نے خود وزیر صحت کو سفارشیں کی ہیں، وزیر ہیاں موجود ہونگے انہوں نے وعدے کئے کہ ہم ان کو ملازمت دیں گے مگر نہیں دیئے۔ البتہ وہ آدمی جب متعلقہ حکام کے پاس پیسے لے کر گئے تو ان کو ملازمتیں مل گئیں۔ ہمارے کہنے پر یا وزیر کے کہنے پر ان کو ملازمتیں نہ مل سکیں۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

جناب والا! ہم اس قوم کو کیا دے رہے ہیں۔ زیر دے رہے ہیں یا کیا دے رہے ہیں اور کیا expect کرتے ہیں کہ جب آپ دس ہزار یا ۲۰ ہزار روگوں میں ملازمتیں تقسیم کریں گے تو وہ عوام کے خدمت گزار ثابت ہوں گے۔ خدا کے لئے اس کسٹم کو تبدیل کرو آگے بڑھو اگر اس ملک کو انڈسٹری کی ضرورت ہے تو وہ لگاؤ۔

(Interruptions)

Mr. Javed Jabbar: Point of Order. The honourable member has not referred to or indicated the places where such employment has taken place against alleged bribes being given. What institutions is the honourable member referring to?

Mr. Deputy Chairman: Is there any specific example or institution you referred to?

سید عباس شاہ: کیا میں وزیروں کے اور آدمیوں کے نام لوں؟

(Interruptions)

Mr. Javed Jabbar: Name the institutions.

Mr. Deputy Chairman: He might be referring to government organizations all of them.

سید عباس شاہ: آپ غلط سمجھے ہیں میں Institution کی بات نہیں کر رہا تھا میں وزیر صاحبان کی بات کر رہا ہوں Institution خود نہیں چلتا بلکہ اس کو کوئی چلاتا ہے اس کو کوئی ڈیولپ کرتا ہے۔ اب ہمارے ملک میں بہت serious مسئلہ تقسیم آب کا ہے۔ چاروں صوبوں کے درمیان پانی کی تقسیم ہونی چاہیے کیونکہ یہ ایک basic point ہے جس پر ہم تقسیم ہو جائیں گے۔ جناب والا! کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ ہم اس پر status quo maintain کریں۔ جب پانی کی تقسیم ہو کر سندھ پنجاب اور سرحد کو اپنا حصہ ملے گا تو پھر اپنے حصہ پر ڈیم جو بنانا چاہے بنا سکتا ہے یا اس پر بجلی بنائے۔ کالاباغ ڈیم کی یقیناً افادیت ہے اور اس قابل ہے کہ یہ ڈیم بنایا جائے لیکن میں تب اس کی اجازت دوں گا جب مجھے اپنے حصہ کا پانی معلوم ہو جائے گا۔ آج ہندوستان میرا پانی نہیں روک سکتا کیونکہ اسے بین الاقوامی فیصلے

Syed Abbas Shah:

کے طور پر مل گیا ہے۔ اگر دشمن ملک سے پانی کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ تو ہمارے ملک میں بھی اسی طرح پانی کی تقسیم ہو جائے تو اس کے بعد ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ پانی کی موجودگی میں ڈیم بنائیں یا جو کچھ چاہیں بنائیں۔
جناب والا! بشیر مٹہ صاحب نے توانائی کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی آج ملک میں دو سے چار گھنٹے تک لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے اور یہ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ جناب محمد خان جو نیجہو نے ایک پروگرام دیا تھا کہ ہم 1992 تک لوڈ شیڈنگ ختم کر دیں گے۔ لیکن بد قسمتی سے ۲۹ مئی کا ایکشن ہوا اور پھر بڑھتے بڑھتے ہم کہیں پیپلز پروگرام اور غیر منتخب مشیروں وغیرہ میں پھنس گئے جس کی وجہ سے وہ ترقی رک گئی۔

جناب والا! میں آپ کی توجہ وزیر اعظم کی اس تقریر کی طرف جو ایک سال بعد یکم دسمبر کو کی گئی۔ مبذول کرواتا ہوں وہ کہہ رہی کہ

"The government has provided electricity to 26000 villages in one year whereas the previous government had been unable to electrify even 200 villages in the same period of time."

There Sir, I will refer you to reply of Mr. Leghari who is the Minister of Prime Minister Benazir Bhutto.

سرتاج عزیز صاحب کے سوال صفحہ ۱۳ پر مورخہ ۲۷ دسمبر ۸۸ء کے جواب میں بتایا کہ مختلف سالوں کے دوران Province-wise villages electrified during 1972-77 1985-86 میں 2577 گاؤں 1986-87ء میں 3405 ، 1987-88 میں 2440 ، تو یہ محمد خان جو نیجہو کی حکومت میں Electrification ہوئی ہے۔ جناب جب وزیر اعظم صاحبہ جو ٹے اعداد و شمار اس قوم کو دے گی تو اس قوم کا کیا حال ہوگا؟

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar: Point of Order. Sir, he should not accuse the Prime Minister of telling lies.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: No Mr. Chairman, On the use of language the Rules of Procedure are very clear. Please refer to rule 200 (g). Where an individual who is a member of the House or a Minister is not present in the House and unable to defend himself or herself, an outright accusation of lying is unacceptable. One can point out that there is a discrepancy between what was said in answer to a question on the floor of the House and what was stated by the Chief Executive. That discrepancy can be answered by the government at an appropriate time. If it is shown that willfully material was held back or distorted then the accusation may be made but before all that happens, the Chief Executive of this country cannot be accused of lying to this House.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. But I think there is clear documentary proof of both the statements by the Minister and by the Prime Minister.

(Interruption)

Syed Abbas Shah: Let me speak. Mr. Javed, I do not want to create any difficulties.

(Interruption)

Mr. Javed Jabbar: When a person is not present in the House, give him an opportunity to respond before using the word lying. The word lying is unacceptable and against the Rules of Procedure.

Mr. Muhammad Tariq Chaudhary: Point of Order, Sir.

(Interruptions)

Mr. Deputy Chairman: Just a minute, Sir. Let me finish.

(Interruptions)

Syed Abbas Shah: Let me speak, Sir. Let me speak.

Mr. Deputy Chairman: I would point out, it is in the rules that nay Minister present here is on behalf of the cabinet and it is the collective responsibility of the cabinet. It does not matter whether a Minister concerned is present or not. It is again in the rules.

Mr. Javed Jabbar: I am not disputing that. I am speaking on behalf of the government.

(Interruptions)

Mr. Javed Jabbar: Will you kindly. Will you kindly keep quiet and let me continue. I did not interrupt your speech.

Mr. Deputy Chairman: Do not lose your temper Mr. Minister.

Mr. Javed Jabbar: He does not seem to have the patience to listen to other people.

Mr. Deputy Chairman: Please you do have.

Mr. Javed Jabbar: Now Mr. Chairman, I am pointing out to you Rule 200 of the Rules of Procedure. I am not saying that any Minister of the government cannot reply on behalf. That is a rule normally applicable during Question Hour and during general proceedings. Here I am referring to rules to be observed while speaking. There are very clear guidelines given as to the language. I am only objecting to the use of one word. One word cannot be acceptable according to the Rules of Procedure.

Mr. Deputy Chairman: I have got your point.

شاہ صاحب! آپ جھوٹ کا لفظ استعمال نہ کریں
آپ کہیں کہ حقائق پر مبنی نہیں یوں کہہ لیجئے بات تو وہی ہے۔

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

سید عباس شاہ: جناب میں پھر repeat کروں گا یہ میری کمزوری ہے کہ اردو میری مادری زبان نہیں ہے۔ ہم نے اردو کو اپنی طرز پر لیا ہے اب میں پاکستانی اردو بولوں گا، جناب والا! یہ ایک سٹیٹمنٹ وزیراعظم کی زبان سے آئی ہے اور یہ دوسری سٹیٹمنٹ وزیر کی طرف سے آئی ہے دونوں میں تضاد ہے اب اس کو جھوٹ کہتے ہیں یا سچ کہتے ہیں یہ قوم ہی فیصلہ کرے گی۔

جناب والا! پانی کی تقسیم کے بعد اب میں National Petroleum Policy کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ پچھلے سالوں سے ہمیں یہی دھوکہ دیا جا رہا ہے کہ جی ہمارے ہاں پانچ کنوئیں نکل گئے ہیں اور ہماری کامیاب ریشو ۱۲۳ ہے ۱۲۵ ہے جناب یہ تو بوجھیں کہ کتنے بیرل روزانہ اور کس کس جگہ پر نکل رہا ہے پانچ سو بیرل کانٹواں نکلتا ہے اور بوتل اٹھا کر اسمبلی میں لے آتے ہیں کہ سو گھوٹیل نکل آیا اور حساب کریں کہ اس وقت ہماری ڈیمانڈ یومیہ ۲ لاکھ ۱۱ ہزار بیرل ہو گئی ہے جب کہ ہماری پروڈکشن ۵۸ ہزار بیرل ہے۔

We have failed in the policy because every time every government brings a new man.

اور اس میں یہ قابلیت نہیں ہوتی مگر پارٹی کے جیالے کو خوش کرنا مقصود ہے اور آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر اسد صاحب آئے جی کہ تیل لے آیا ہوں، لیکن پیٹرول نہیں نکلا ہے۔

We must have a national petroleum policy and we must proceed properly on this line because 200 or 500 barrels production is non economical. We have been mis-guided by the foreign companies and we are misguided by those experts who consider.

کہ ہم نے کوئی ترقی کی ہے جناب ہمارے پیٹرولیم کے وزیر نے کہا ہے کہ حج کے موقع پر میں نے دعا کی اور پیٹرولیم کے کنوئیں نکل آئے۔ جب تک پروڈکشن دس ہزار بیرل سے کم ہے ایک کنوئیں بھی ہمارے کام کا نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے آپ Transportation کریں گے، اسے کسی پائپ لائن سے connect کریں گے

Syed Abbas Shah:

جناب والا! ہماری کاٹن پالیسی کی جو حالت ہے وہ قابلِ رحم ہے اور روزانہ دونوں طرف سے زمیندار اور کسان کی طرف سے اور مل اونرز کی طرف سے اخبارات میں آپ بہت لمبی چوڑی اپیلیں دیکھیں گے، جناب یہ طریقہ جو اختیار کیا گیا ہے یہ بھی Blackmailing ہے۔ کیونکہ حکومت کی اپنی کوئی کاٹن پالیسی

ہے ہی نہیں۔ It has been run by one one Cotton Export Corporation. اور

اس میں جس کلاس کے لوگ جمع ہوتے ہیں وہ ملک کی تباہی کے ضامن ہیں اور ملک کی اس بڑی Industry کو تباہ کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے کاٹن پالیسی صحیح آگے لائیں کیونکہ ملک کی جو basic export item ہے۔ اس پر ہماری زراعت اور ہماری Industry دونوں قائم ہوتی ہیں۔ اس وقت ان پچاس وزیروں میں ایک اور وزیر Textile Minister بنائیں جو Technically qualified ہو جیسے ہمارے سلیم سیف اللہ صاحب ہیں وہ ٹیکسٹائل منسٹر ہو سکتے ہیں۔ اس طرح کئی اور بھی ہوں گے، ایسی کلاس کے لوگوں کو ہمیں آگے لانا چاہیئے اور ان سے کام لینا چاہیئے، جناب والا! وزارتیں انپڑھوں سے نہیں چلائی جا سکتیں۔ جناب والا! وزارتوں کو اب ان لوگوں کی ضرورت ہے جو قوم کی پالیسی کو آگے بڑھا سکیں۔ جناب والا! ہمیں جو مشکلات اس وقت درپیش ہیں وہ یہ ہیں کہ وزیر صاحب صرف بھرتی کر رہے ہیں، وہ اپنی پالیسی کو بڑھا نہیں رہے۔ اس وقت میں ایک وزیر صاحب کا انٹرویو کر رہا تھا۔ کئی سال سے اس غریب کو اس منسٹری کا کچھ پتہ ہی نہیں تھا کیونکہ اس میں کوئی اور Adviser بیٹھے ہوئے تھے اور وہی کام کر رہے تھے منسٹر صاحب کو تو کچھ علم ہی نہیں تھا کیونکہ ان کی قربانیاں کم ہوں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وقت تو کافی لے لیا آپ نے۔

سید عباس شاہ: خارجہ پالیسی پر بات میں اتنی کروں گا کہ دواہم مسئلے اس وقت قوم کے ہیں اور ایک مسئلہ کشمیر اور ایک افغان مسئلہ۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب نے ان دونوں کے بارے میں بڑی مدلل تقریر کر کے وزیر خارجہ صاحب کو توجہ دلائی ہے لیکن ہمارے اس ملک پاکستان کا بنیادی مسئلہ کشمیر ہے۔ افغانستان ہمارا ثانوی مسئلہ ہے۔ نہ کہ پہلا مسئلہ۔ اور کشمیر کو ہم نے پچھلے سولہ

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

سترہ سال سے شملہ سمجھوتے کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ شملہ سمجھوتہ وہی طارق چوہدری والا مینڈٹ تھا ہے کہ جب بھی مقابلہ ہو وہ بھاگ جاتا ہے۔ جناب جب سیاچن پر حملہ ہو گیا۔ جب انہوں نے وزیر بیراج پر Construction شروع کر لی تو شملہ سمجھوتہ کہاں رہ گیا۔ جناب والا! اپنے آپ کو دھوکا نہ دیں۔ اپنے مسئلہ کو United Nation میں دوبارہ لے جائیں۔ اس کو dead ہونے نہ دیں۔ میں وہ دلائل جو بہرہ ور سعید صاحب اور پروفیسر صاحب نے دیئے ہیں کہ کیوں لے جایا جائے کیا ہندوستان سے کیا باتیں ہوئیں کیا نہیں ہوئیں ان کا اعادہ نہیں کروں گا لیکن میں یہاں صرف اس بات پر زور دوں گا کہ مسئلہ کشمیر کا اب ایک ہی حل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم اس کو واپس اسی forum میں لے جائیں جہاں پر کشمیریوں کا اپنا حق خود ارادیت تسلیم کیا گیا تھا جس پر ہندوستان پاکستان دونوں committed ہیں اور ساری دنیا نے اسے accept کیا ہے اس کو دوبارہ اس forum پر لے جایا جائے شملہ سمجھوتہ وہی تاشقند والا ہے۔ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے، اس قوم کو دھوکہ دیا گیا ہے، اس کا غمز سے اب جان چھڑاؤ۔ ہمیں روس سے جناب ڈر تھا کہ وہ یہاں Communism لے آئے گا۔ جناب روس کی Communism ختم ہو گئی لیکن وہ میرا بڑا ہمسایہ ہے سب سے بڑا ہمسایہ ہے۔ جیسا کہ مٹا صاحب نے کہا کہ امریکہ کا ہمارا ساتھ کوئی Interest نہیں ہے۔ ہمارا Interest ہمارے ہمسایہ کے ساتھ پہلے ہو گا۔ ہمیں صحیح طور پر روس کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔ اب وہ ڈر بھی ختم ہو گیا کہ یہاں پر وہ Communism لایں گے کیونکہ ان کی outlook totally change ہو گئی ہے۔ ہماری بقا ہماری existence یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے طریقے سے صحیح تعلقات استوار کریں۔ امریکہ ایک اور شکل میں colonialism قائم کر رہا ہے آج انہوں نے پانامہ میں ثابت کر دیا کہ جب بھی انہیں ضرورت محسوس ہو تو وہ کسی ملک پر قبضہ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس خطے میں اس لئے نہیں آ رہے کہ انہیں کوریا اور ویتنام میں جو مشکلات پیش آئی تھیں اس وجہ سے وہ آگے نہیں بڑھ رہے۔ ورنہ جب تک آپ مسلمان ہیں اور یہودی لابی آپ کے خلاف ہے امریکہ آپ کا دوست نہیں ہو سکتا اور آپ کو کبھی بھی اس لائی

Syed Abbas Shah:

پر نہیں سوچنا چاہیئے۔ جناب والا! ہمیں ایک مشکل ترین مسئلہ درپیش ہے جو افغانستان کا مسئلہ ہے اور کئی بار میرے دوست یہاں پر اور جوائنٹ سٹنگ میں بھی کہہ چکے ہیں کہ افغانوں نے اپنی جنگ لڑی ہے۔ افغانوں نے اکیلے جنگ نہیں لڑی۔ یہ جنگ پاکستانیوں نے اپنے خون سے ان کے ساتھ اکٹھے لڑی ہے ہم نے ہر قسم کی قربانی دی ہے۔ ہم ہمیشہ ان کے ساتھ شانہ بشانہ لڑے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بندوق اٹھا کر نہ لڑے ہوں لیکن اس کے جو effects ہیں آج جو کلاشنکوف میرے گھر میں پھر رہی ہے یہ ان Leaders کی وجہ سے ہے کہ وہاں نہ ان کی roots ہیں نہ وہ وہاں پر قائم ہیں لیکن ان کو اسلحہ دیا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے۔ یہ یہودی لابی ہو، ہو سکتا ہے یہ امریکن لابی ہو کہ اس ملک میں بھی وہ وہی حالات پیدا کئے جا رہے ہیں جو بریت میں ہیں۔

جناب والا! روس اس ملک سے چلا گیا اب وہاں پر اسلامی حکومت قائم ہونے میں کوئی دیر نہیں ہے۔ صرف سپر طاقت کا interest ہے وہ ان افغان مہاجرین کو وہاں سے روک سکتے ہیں۔ روک رہے ہیں۔ جناب والا! اگر یہاں پر آمریت کے دور میں ہم جمہوریت لا سکتے ہیں۔ ہم اپنے طرز حکومت کی طرف آگے بڑھ سکتے ہیں تو کیا یہ افغان باشندے واپس جا کر وہاں نجیب کو گمراہ نہیں سکتے۔ جناب والا! اس جنگ کو اب ختم ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس میں دونوں طرف مسلمانوں کا خون ضائع ہو رہا ہے۔ اس خون کو روکنا چاہیئے۔ اور پاکستان کو اس میں پارٹی نہیں بنتا چاہیئے۔

جناب والا! میں اپنے دوست کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ اس عبوری حکومت کو ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے۔ یہ عبوری حکومت اپنے credentials ثابت نہیں کر سکی۔ اور جیسے حکمت یار نے کہا ہے کہ ان کو الیکشن میں جانا چاہیئے۔ میں اس جیالے کی قدر کرتا ہوں اور اس اسمبلی میں اس کا نام اس لئے لینا چاہتا ہوں وہ ایک ایسا لیڈر ہے جو فیلڈ میں بھی لڑا اور اس کے کمانڈر بھی وہاں پر لڑے۔ اور آج وہ الیکشن کی بات کر رہا ہے۔ وہ آمریت

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

کی بات نہیں کر رہا ہے، وہ چاہتا ہے کہ افغانستان میں الیکشن ہوں، ہمیں اس کے لئے راہ ہموار کرنی چاہیئے، کیونکہ مجھے یقین ہے کہ اللہ کے فضل سے افغانستان میں صرف اور صرف اسلامی حکومت قائم ہوگی اور وہ تب ہو سکے گی کہ ہم ان سپر پاورز کے interest کو ختم کر دیں، اور صرف اپنے اور افغان بھائیوں کے مفاد کے لئے سوچیں، جناب والا! میں اب، کچھ اپنے ملک کی دفاعی صورت حال کے بارے میں کہوں گا۔

جناب والا! اب تک ہمارا دفاع ملٹری رول تھا مارشل لا، تھا اس وقت بھی جناب صدر ضیاء الحق صاحب کہہ چکے تھے کہ مارشل لا سے بری کوئی چیز نہیں ہے اور ہر آدمی کو یہی یقین ہے کہ مارشل لا سے قوم میں اور فوج میں بد اعتمادی پیدا ہوئی ہے۔ اس عدم اعتماد کو بحال کرنا پڑے گا، اور اس اعتماد کو بحال کرنے کی طرف کوئی کوشش نہیں ہو رہی۔ بلکہ پچھلے سال جتنے بھی واقعات ہوئے، ان میں اس خلیج کو بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ چاہے حکومت نے unintentionally یا immaturity کی وجہ سے کیا یا قصداً کیا۔ میں ذکر

نہیں کروں گا I.S.I. کا لیکن آج ہمارا وہ حصہ ہے جس کے بغیر ہماری existence possible نہیں ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا اور اب بھی کہوں گا کہ ہمیں اگر بھوکا رہنا پڑے تو بھی ہندوستان جیسے طاقتور دشمن کی موجودگی میں ہمیں ایک طاقتور فوج قائم کرنی چاہیئے یہ ہماری ضرورت ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جناب سلیم سیف اللہ خان۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: شکریہ جناب چیئرمین! کافی تنقید ہو چکی ہے حکومت پر کاش کہ میں کچھ تھوڑی بہت تعریف بھی کر سکتا لیکن گزشتہ ایک سال میں کوئی ایسی قابل تعریف چیز ہوئی نہیں جس کی میں تعریف کروں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں بھی اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح صدر پاکستان کی تقریر کی تعریف کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں ۲ دسمبر کو کی اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بہت ہی جامع تقریر تھی۔

[Mr. Salim SAifullah Khan]

اور خاصی کرائیوں نے جو اس وقت عوام میں جو احساسات پائے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ اکثر و بیشتر سرکاری ملازم رہے ہیں اور bureaucrate رہے ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے بہت ہی احسن طریقے سے عوام کی، اس ملک کی گیارہ کروڑ آبادی کی صحیح معنوں میں ترجمانی کی اور ان کے احساسات کو صحیح طریقے سے پیش کیا، میں سب سے پہلے تو یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ بھی کہا گیا کہ ۲ دسمبر ۱۹۸۹ء جو تھا وہ تجدید جمہوریت کی سالگرہ کا دن تھا جس سے میں جناب چیئرمین پوری طرح اتفاق نہیں کروں گا کیوں کہ یہ سمجھتا ہوں کہ جمہوریت کا آغاز مارچ ۱۹۸۵ء میں ہوا اور یکم جنوری ۱۹۸۶ء کو جب اس ملک سے مارشل لا ہٹایا گیا۔ صحیح معنوں میں تجدید جمہوریت کی سالگرہ کا دن اگر بنا جائے تو وہ یکم جنوری ۱۹۸۶ء دہرنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں یہ شرف مسلم لیگ کی حکومت کو حاصل ہوا کہ اس کی کوششوں سے اس ملک کو ۸ سال کے مارشل لا سے بچات حاصل ہوئی، جناب والا اب تک دیکھا جائے تو تقریروں میں حکومت وقت دو منسٹر صاحبان یہاں بیٹھے ہوئے ہیں گیارہ سال کی آمریت یا گیارہ سال کے دور کی اکثر بات کی جاتی، میں معذرت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں آمریت کی، آپ ضرور ۸ سال کے مارشل لا کے دور کا ذکر کیجیے، لیکن ازراہ کرم تین یا سواتین سال نکال دیں جیسے اس ملک میں مسلم لیگ کی حکومت تھی وہ تین سال ہمارے بیالیس سال کی تاریخ میں سنہری حرفوں میں لکھے جائیں گے ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں، ہم قانون کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، ہم آئین کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، ہم corruption کی باتیں کرتے ہیں کہ جی ایک democratic set up میں جمہوریت میں ہمیشہ ایک open government ہوتی ہے وہاں احتساب ہوتا ہے احتساب کا عمل ہوتا ہے کیا میں اس وقت یہ عرض کر سکتا ہوں کہ یہ شرف بھی صرف محمد خان جونیجو کی حکومت کو حاصل تھا کہ انہوں نے دو فیڈرل منسٹرز کو معمولی سی بدعنوانی پر، محض شک کیا گیا تھا کوئی خاص ثبوت بھی نہیں تھا گھر بھیج دیا شاید آپ کو یاد ہوگا جیسے آج صحیح نشاندہی کی گئی ہے کہ بدعنوانی یا کرپشن عروج پر پہنچ گئی ہے ہر روز اخبار کھول کر دیکھیں میرے

خیال میں طارق چوہدری صاحب نے جو چار ج شیڈ پیش کی ہے اس میں بہت سے آج کون کون ملوث نہیں ہے، میں شاہ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ آج employment پر غریب لوگوں سے جو hundreds of miles سفر کر کے اسلام آباد آتے ہیں ان سے ۱۰، ۱۵، ۲۰، ۵۰ ہزار روپیہ لیا جاتا ہے اور تب ان کو نوکری دی جاتی ہے اور میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ خدا را پالیسیاں بنائیں، اس ملک میں بہت سے مسائل ہیں ان مسائل کی نشاندہی کریں ان کا حل نکالیں ہر ایک وزیر نے (With of course, the present company is excluded.) یہ آرڈر کیا ہے کہ نائب قاصد سے لے کر اوپر تک بھرتی اس کی ترقی اس کی اجازت کے بغیر نہ ہو وزیر تجارت صاحب کا تو آرڈر میرے پاس موجود ہے جو انہوں نے کیا ہوا ہے recruitment, promotions سب کچھ منسٹر کی approval کے بغیر نہیں ہوگا اب اس وقت Assistant Lineman کی بھرتی کے لئے ایک آدمی ڈیرہ اسماعیل خان سے سفر کر کے دوڑھاٹی سوریہ کرایہ خرچ کر کے اسلام آباد آتا ہے جہاں وہ ہفتہ دس دن مارا مارا پھرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ وزیر صاحب سے ملے کیوں کہ صرف وہی بھرتی کر سکتے ہیں جب تک اس وزیر صاحب کے دستخط نہیں ہوں گے اس کی بھرتی نہیں ہو سکتی کیا یہ منسٹر کا کام ہے کہ وہ چیپڑ اسی اور Assistant line man بھرتی کرے۔ کیا یہ منسٹر کا کام ہے کہ وہ Rice export Corporation کے تحت کہیں کوٹری میں کوئی godown Keeper بھرتی کرے۔

جناب والا! میں کہتا ہوں کہ کیبنٹ اور وزراء سے کہ خدا را آپ پالیسیاں بنائیں۔ ہمارا ملک ہے یہ آپ کا بھی ملک ہے ہمارا بھی ہے ہم سب کا ملک ہے ہم چاہتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کرے، ہمیں فخر ہے اس ملک پر ہم چاہتے ہیں کہ عوام کے مسائل حل ہوں اگر آپ حل کریں گے تو ہم آپ کی تعریف کریں گے آپ اچھی پالیسیاں لائیں ہم ان کی تائید کریں گے سینٹ کے ساتھ آپ نے کیا کچھ نہیں کیا۔ پھر بھی کوئی منفی کردار ہم نے نہیں ادا کیا۔ آج تک آپ کی قومی legislation آئی ہے اکثر و بیشتر قومی اسمبلی میں discussion زیادہ ہوئی ہے یہاں پر معمولی سی discussion سے اس کو پاس کر دیا گیا ہے، صدر محترم نے صحیح فرمایا کہ بدعنوانیاں جو ہیں وہ عروج پر ہیں لا قانونیت اگر آج دیکھی جائے جس کا ذکر صدر

[Mr. Salim Saifullah Khan]

پاکستان نے کیا تو دیکھیں آج سندھ میں کیا کچھ نہیں ہو رہا۔ آج ایک سال ہو گیا ہے اور وہاں پر حکومت وقت کی پارٹی اکثریت میں ہے فیڈرل حکومت بھی آپ کی ہے چلیں پنجاب اور بلوچستان تو تعاون نہیں کر رہے لیکن جہاں پر آپ کی اکثریت ہے وہاں پر کیا وجہ ہے کہ لاقانونیت عروج پر ہے، جناب والا جس حکومت کی پالیسی نا انصافی پر مبنی ہو وہ حکومت کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی یہ تو ایک بنیادی اصول ہے۔

جب انہوں نے نا انصافیاں شروع کر دیں تو وہ گریٹ رومن ایپا ٹر بھی ختم ہو گئی بنیادی وجہ اس کی یہ ہے کہ آج سارے ملک میں نا انصافی کی جارہی ہے، سب سے زیادہ میرے صوبے کے ساتھ نا انصافی ہو رہی ہے میں اس ایوان میں ایک صوبے کی نمائندگی کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ نا انصافی اس صوبے کے ساتھ ہو رہی ہے اگر بھرتی ہے تو ایک مخصوص علاقے کے لئے ہے اگر permits میں تو ایک مخصوص علاقے کے لئے ہیں

آخر صوبہ سرحد بھی اسی ملک کا ایک اہم حصہ ہے اور میں یہ فخر اور دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلے ۱۰ سال میں جو کمراد صوبہ سرحد کے عوام نے ادا کیا ہے وہ بھی تاریخ میں سنہری حرفوں کے ساتھ لکھا جائے گا ۲۱/۲۲ لاکھ مہاجرین کو تحفظ دینا انہیں اپنی روٹی میں شریک کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی اور قربانی کیا ہو سکتی ہے اس لئے کہ وہ ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ میں حکومت وقت سے یہ بھی ایک گزارش کروں گا کہ خدارا آپ کرپشن کے بارے میں کچھ سوچیے۔ صرف ایک کمیٹی بنا دینا ہم نے بھی ایک کمیٹی بنائی تھی لیکن وہ ایک موثر کمیٹی تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ وہ آمریت کا دور تھا اس وقت کی فیڈرل انٹی کرپشن کمیٹی میں سارے ایم این ایز تھے اگر آپ کو یاد ہے۔ اس کے ممبران ممبر آف نیشنل اسمبلی تھے آج آپ نے اس میں دو ممبرز نیشنل اسمبلی سے لیئے یا شاید ایک ہے باقی سارے bureaucrats کو بیچ میں بٹھایا ہے کیا جمہوریت ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ جو فیمل ہوئے ہیں ان کو یہاں لا بٹھایا جاتے جمہوریت تو اسے کہتے ہیں کہ جو فیمل ہو گئے وہ فیمل

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

ہو گئے۔ کیا آپ صحیح معنوں میں جمہوریت کو تقویت پہنچا رہے ہیں کہ جو فیل شدہ لوگ ہیں ان کو آپ نے Advisor بنایا ہوا ہے ان کو آپ نے مختلف قسم کے عہدے دیئے ہیں اور میرے پاس ثبوت ہے کہ جو لوگ پنجاب سندھ فرنٹیر اور بلوچستان سے فیل ہوئے ہیں اور جن کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے آج کارپوریشنز میں کسی کو جنرل مینجنگر کسی کو ڈائریکٹر بنایا جا رہا ہے کیونکہ Advisers کھنے پر کافی ہنگامہ ہوا اور ایم این ایز نے کافی شور کیا تو ادھر سے ان کی چھٹی ہو گئی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ Democratic Process کے خلاف ایک قدم ہے آپ کیسے جمہوریت کی باتیں کرتے ہیں۔ آپ ہمارے تین سال کو آمریت کہتے ہیں جو ۸۵ء سے ۸۸ء تک تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ اس وقت جمہوریت ہے۔ آج میرے علاقے میں جہاں پینے کا پانی نہیں ہے چھ ٹیوب ویل جو میں نے لگوائے تھے ان کو بجلی نہیں دی جا رہی ہے کیونکہ یہ پرائم منسٹر

جو نیچو کا پانچ نکاتی پروگرام تھا۔ بھی میں وہ کوئی گھر کے لئے تو نہیں لگا رہا۔ عوام وہ چیز استعمال کریں گے آج اپوزیشن کو ایک پیسہ نہیں دیا جا رہا، ہم نے اپنے دور میں ۵۰ لاکھ روپے میں فرق نہیں کیا تھا میرے خیال میں سامنے جناب جاوید جبار صاحب بیٹھے ہیں اس وقت وہ اپوزیشن کے سینٹر تھے کیا وہ یہاں اس بات کا انکار کریں گے کہ ان کو ۵۰ لاکھ روپے دیئے گئے تھے۔

میں جناب والا! صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جن چیزوں کی نشاندہی کی گئی ہے یہ سب ہم آپ کی بہتری کے لئے کر رہے ہیں جو گلا پھاڑ پھاڑ کر ہم زور و شور سے باتیں کر رہے ہیں یہ فائدہ تو آپ کو ہونا ہے یہ فائدہ تو آپ کے لئے ہے اس پر ضرور سوچیں۔ اچھے کام کریں ہم آپ کی ہاؤس میں تعریف کریں گے عوام کے مسائل حل کریں۔ بیروزگاری دیکھیں کہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کیوں نہیں ہوگی بیروزگاری آپ decentralization کیجئے جو آپ نے منشور میں لکھا ہے اس وقت تک جب تک وزیر خزانہ نہ کہیں نہ تو بینک میں کلرک بھرتی ہوتا ہے نہ قرضہ مل سکتا ہے۔ بھئی کیا وزیر خزانہ کا یہی کام ہے اور پرائم منسٹر صاحب سے بھی یہ گزارش ہے کہ کوئی

[Mr. Salim Saifullah Khan]

Prime Minister is the captain of the team.

اکثر ممالک میں میں نے نہیں دیکھا کہ پرائم منسٹر فنانش منسٹر بھی ہیں ڈیفنس منسٹر بھی ہیں اور مختلف شعبے ان کے پاس ہیں۔ آج

ECC is being headed by the Prime Minister.

یہ تو اکنامک کمیٹی آف دی کینٹ ہے اگر ایک کمیٹی کی ہیڈ پرائم منسٹر ہو تو وہ کینٹ میں پھر کیوں جائے۔ میں یہ مثالیں پیش کر رہا ہوں کہ کیوں Industraligation اس ملک میں نہیں ہو رہی کیونکہ over centralization ہو گئی ہے اور اگر آپ بیروزگار کا کاحل چاہتے ہیں تو صرف اس سے نہیں ہوگا کہ ریجنر ۵ ہزار زیادہ کر دیئے سڈھ کی پولیس ۱۰ ہزار زیادہ کر دی کچھ پنجاب میں پوسٹیں پیدا کر دیں کچھ سی ڈی لے پی ڈیو ڈی میں لے لئے کچھ پی آئی اے میں لے لئے آپ کو صنعتی میدان میں اور ترقیاتی کاموں میں آگے بڑھنا چاہئے باہر سے لوگ سرمایہ لگانے کے لئے تیار ہیں لیکن یہاں پر مختلف کنٹرول رکھے گئے ہیں وہ کنٹرول کیوں رکھے گئے ہیں میں اس میں زیادہ نہیں جانا چاہتا کیونکہ طارق چوہدری صاحب کافی کچھ کہ چکے ہیں رمارس ٹریڈنگ پوسٹکل اسٹاک ایکسچینجز یہ اس حکومت کے جو دعویٰ کرتی ہے کہ وہ جمہوری حکومت ہے سوچنے کی باتیں ہیں۔ میں دوبارہ اپنی پوسٹکل پارٹی کی طرف اشارہ کرتا ہوں کہ مسلم لیگ جب برسر اقتدار آئی غیر جماعتی پارٹس تھا parties کو بحال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن ہمارے قائد کو اس بات کا احساس ہوا کہ Political system Parliamentary form of Democracy چلانے کے لئے سیاسی جماعتیں جو ہیں وہ ضروری ہیں اور انہوں نے سیاسی جماعتوں کو بحال کیا اور with in the House آپ کو پتہ ہے کہ مسلم لیگ کی پارٹی قائم کی گئی یعنی ایک Non-Party House کہ Party House طرف لایا گیا آج اس کے برعکس کام کیا جا رہا ہے آپ ایک پارٹی ہاؤس کو

through horse trading and manipulation

Non Party House کی طرف لے جا رہے ہیں آج اگر آپ مسلم لیگ یا اے این پی یا کسی اور پارٹی کو کمزور کرنے کی کوشش کریں گے یا ان کے لئے آپ ایسے طریقے

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

اختیار کریں گے تو کل یہی بات آپ پر بھی استعمال ہو سکتی ہے۔

جناب چیرمین! چند سال قبل ہم بھی وہاں آگے بیٹھتے تھے آج ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میں نے

انگل اسلم خٹک صاحب کا جملہ استعمال کر رہا ہوں کہ یہ Musical chair نہیں

Musical chairs میں کبھی کرسی آپ کے پاس ہوگی کبھی ہمارے پاس ہوگی ضرور کا

نہیں ہے کہ یہ مستقل آپ کے پاس رہے اس لئے ایسے اداروں کو ترغیب دیں۔

ایسے قوانین لائیں ایسی پالیسیاں لائیں تاکہ کل جب آپ اپوزیشن بینچز پر بیٹھے ہوں

تو آپ کے خلاف وہ نہ استعمال ہوں میں سمجھتا ہوں کہ صدر محترم نے اس میں بھی

صحیح نشانہ ہی کی ہے اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

میں سمجھتا ہوں اگر دیکھا جائے تو شاید ہمارے پچھلے ۴۰ سالوں میں سب

سے اہم سال ۸۹ء کا ہے جبکہ برلن کی دیوار گری یا جو کچھ رومانیہ میں ہوا یا جو کچھ

مشرقی یورپ میں ہوا۔ جناب چیئرمین! آپ بخوبی آگاہ ہیں۔ میں بھی

صدر مملکت سے اتفاق کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کروں گا کہ live and let live

کی پالیسی اختیار کرو۔ جمہوریت تو یہی درس دیتی ہے کہ tolerance ہو criticism

ہو، احتساب کا عمل ہو، عوام کی بالادستی ہو، live and let live کی پالیسی ہو، اس

کا ماحول ہو اور سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ جو ہم نے ذہنوں میں دیواریں

بنالی ہیں۔ ان کو ضرور گرانا چاہیئے اگر سال ۱۹۸۹ء سے بھی یہ حکومت سبق حاصل

نہیں کر سکتی تو کب یہ سبق حاصل کرے گی کیونکہ دنیا کا کوئی بھی ملک

یہ نہیں چاہتا کہ وہاں سنگل پارٹی سسٹم ہو، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آج

اس سے بڑی مثال اور کیا ہو سکتی ہے اس وقت آپ دیکھ لیں کہ کہیں بھی

سنگل پارٹی حکومت نہیں ہے اور آج اگر سب سیاسی پارٹیاں اکٹھی ہوئی

ہیں، combined opposition بنائی ہے، اس کی بنیاد اسی بات پر

ہے، ہر ایک جو ہے fighting for his own existence کیونکہ یہ تاثر دیا

گیا ہے پیپلز پروگرام کے ذریعے سے پلیمینٹ بمبر کے ذریعے سے مختلف اداروں

کی تشکیل سے اور مختلف acts کی وجہ سے کہ حکومت وقت سنگل پارٹی

اس ملک میں رائج کرنا چاہتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کم از کم میرا یہ جو تاثر ہے وہ

[Mr. Salim SAifullah Khan]

غلط ہو گا اور حکومت وقت live and let live کی پالیسی اپنائے گی اور یہ جو دیواریں ہم نے اپنے ذہنوں میں بنائی ہیں ان کو گرا کر کوشش کریں گے کہ اس ملک کو افہام و تفہیم سے چلا سکیں۔

جناب والا! میری یہ بھی گزارش ہے کہ Council of Common Interests میٹنگ جلد از جلد بلائی جائے۔ سید افتخار حسین گیلانی جن کا تعلق ہمارے صوبہ سرحد سے ہے ان کا ایک بیان آیا تھا کہ اس کونسل کا اجلاس بلانے کے لئے کیلکجنڈا نہیں ہے، اور اس پر میں نے بھی بیان دیا تھا کہ سب سے بڑا ایجنڈا تو یہ ہے کہ ہائیڈرل پاور، تربیلا، کی جنریشن سے جو profit ہوتا ہے، اس کا یہ تعین کرنا کہ اس سے کتنا حصہ برآمد کرنے کا یہ کام Council of Common Interests کا ہی ہے۔ بعض لوگوں کے ذہن میں یہ تاثر ہے کہ یہ کام National Finance Commission انجام دے گا۔ حالانکہ یہ National Finance Commission سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، جناب! ایک

فارمولا بنا دیا گیا ہے اور اس کی ratification جو ہے وہ Council of Common Interests نے کرنی ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ ایک جمہوری اور سیاسی حکومت جو برسرِ اقتدار ہے اس کا سیاسی فائدہ اٹھاتی اور کہتی کہ ہم نے صوبہ سرحد کو، ہائیڈرل پاور کا Profit دے دیا ہے، پتہ نہیں ہے کہ بد قسمتی سے کن مشیروں، وزیروں یا کون سے حضرات نے یہ تاثر at the highest level دے دیا ہے۔ کہ اگر آپ سی سی آئی کی میٹنگ بلائیں گے تو یہ ملک دو ٹکڑے ہو جائے گا یا تین ٹکڑے ہو جائے گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے انشاء اللہ کوئی طاقت بھی اس ملک کو دو یا تین ٹکڑے نہیں کر سکتی ہے جب تک یہاں اسلامی جذبہ موجود ہے اور گیارہ کروڑ پاکستانی موجود ہیں۔ اس لئے سی آئی کے میٹنگ بلائے جائے۔

جناب والا! drugs کے متعلق بھی پہلے باتیں ہوئی ہیں، چونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس لئے میں repetition کر رہا ہوں۔ اس وقت ایک اندازے کے مطابق، پاکستان میں ۲۰ لاکھ drug addicts ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صورت حال بہت تشویش ناک ہے۔ اس طرف بھی توجہ دی جائے۔ بجائے اس کے کہ ہمیں یہ کہا جائے کہ اپوزیشن drug money سے چل رہی ہے، ہم تو جناب والا!

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

اپنے دیکھوں کا خرچہ بھی نہیں دے سکتے، پتہ نہیں کہ وہ پیسہ کہاں پر ہے۔ جو drug money کے طور پر مسلم لیگ، آئی جے آئی یا دیگر افراد کے پاس آ رہا ہے۔ ہم تو یہاں ایک دفتر سی او پی کا بنا رہے ہیں اور اس کے لئے Second hand furniture دھونڈ رہے ہیں کیونکہ نئے فرنیچر کا آپ کو پتہ ہے کہ کافی قیمتی ہوتا ہے۔ تو محض یہ کہہ دینا کہ drug money اپوزیشن کو مل رہی ہے، یہ ایسے ہی کہنے کی باتیں ہیں، آپ ضرور اس پر قابو پائیں، اور اس سلسلے میں آپ جو تعاون سینٹ سے چاہتے ہیں اس کے لئے ہم تیار ہیں، آپ سینٹ میں قانون لائیں، سخت سے سخت قانون لائیں، ورنہ آنے والی نسلیں، ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ کیونکہ drug addicts کی تعداد پچھلے چند سالوں میں تین لاکھ تھی، اب یہ تعداد ۱۰ لاکھ ہو گئی ہے، کل برسوں سے پچاس لاکھ ہو جائے گی اور یہ ایسی addiction ہے کہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ آپ ضرور اس مسئلہ کے حل کی کوشش کریں، بعض ملکوں میں ایسے کاروبار میں ملوث لوگوں کو پھانسی دی جاتی ہے، آپ بھی جو لوگ large scale پر یہ کام کرتے ہیں ان کو پھانسی دیں۔

یہ Population Planning کے متعلق بھی عرض کر دے گا کہ بڑھتی ہوئی

Population کے طرف بھگے ترجمہ دے جائے۔ میرے

محترم بھائی مولانا یسوع الحق آج یہاں موجود نہیں ہیں، یہ اچھا ہے کہ میں ان کی غیر موجودگی میں یہ بات کہہ رہا ہوں ورنہ وہ اچھا خاصا شور کرتے۔ Population میں اضافے کو روکنے کے اقدامات پر اسلام مکمل طور پر پابندی عائد کرتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتنا بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے ہمیں اس سمت میں بھی پیش رفت کرنی چاہیئے کیونکہ ہمارے ملک میں بڑی تیزی سے آبادی بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے کافی مسائل ہمارے سامنے آئیں گے۔

جہاں تک Industries کا تعلق ہے اس کو بھی highlight کر دں گا

I will just take another few minutes and then I will end.

Industrial side میں کچھ Production کم ہوئی ہے، اس کی وجہ کراچی میں کفریہ

[Mr. Salim Saifullah Khan]

اور حیدر آباد میں ہنگامے ہیں، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک کوئی واضح طور پر پالیسی Economic side میں ملک کے سامنے نہیں آئی ہے۔ اس پر جلد از جلد غور کیا جائے تاکہ industrial production میں اضافہ ہو اور جو آبادی بڑھ رہی ہے اس کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے پیداوار میں اضافہ ہو سکے۔

جناب والا! Foreign Policy پر کافی باتیں ہو چکی ہیں، میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ہمیں افغانستان کے سلسلے میں کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا سیاسی حل جلد از جلد پیدا کیا جائے کیونکہ اس وقت دونوں طرف آپس میں مسلمانوں کی جنگ ہے جو روسی تھے یا جو کافر تھے، وہ وہاں سے چلے گئے ہیں اور اس وقت ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا خون بہا رہا ہے، اس مسئلہ کی طرف پہلے ایک سال سے وہ توجہ اس اہم نکتہ کو نہیں دی گئی، جو دینی چاہیے تھی۔ اس لئے حکومت وقت سے یہ بھی گزارش ہے کہ وہ مسئلہ افغانستان کے حل کی تلاش میں اپنی کوششیں زیادہ تیز کر دیں۔

جناب والا! باتیں تو اور بھی کافی ہیں جو کی جاسکتی ہیں لیکن چونکہ ڈیڑھ بجے کہیں سب نے جانا بھی ہے، اس لئے میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خاص طور پر جناب آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ چونکہ جب بھی وسیم سجاد صاحب بیٹھے ہوتے ہیں تو وہ مجھے اکثر موقع نہیں دیتے اور جب آپ بیٹھے ہوتے ہیں تو مجھے آپ موقع دیتے ہیں، اس حوالے سے بھی میں آپ کا خاص مشکور ہوں۔

جناب ڈیپٹی چیئرمین: (مسکراتے ہوئے) بہت شکریہ، کچھ اور حضرات کو شاید یہ شکایت ہو، کہ جب میں صدارت کرتا ہوں تو ان کو موقع نہیں ملتا ہے، اور جب وہ ہوتے ہیں تو ان کو موقع ملتا ہے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Javed Jabbar: Point of personal explanation. Even though it is known virtually to all members of the House but since the honourable member took my name and named an amount and said by way of explanation that an amount of Rs. 50 lakhs had been given to me by the previous government; lest it be misunderstood, I just want to first of all acknowledge that even though I was a member of the Opposition, the

FURTHER DISCUSSION ON THE PRESIDENT'S ADDRESS

previous government had the sense of fairness to allow me to recommend development schemes worth Rs. 5 million but none of the money was ever obviously given to me. It was implemented by the provincial government.

Mr. Deputy Chairman: It is with every body. thank you very much.

Now we adjourn the House to meet again tomorrow at 10.00 AM.

Thank you.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Wednesday, 3rd January, 1990]
